عالمِ اسلام کے اتحاد، عقائد نظریات کا علمبردار

سلسلہ وار

نفاذِ خلافتِ راشدہ

جلد نمبر 1 جولائی 2014ء شمارہ نمبر 11

- ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ ؓ
- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ
- خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ ؓ
- تم لاوارث نہیں ہو
- گوشہ قفس کی یادیں
- حافظ عیسیٰ شہید کی شہادت
- ماں باپ کی عظمت

(شاہ جی کے قلم سے)

- رمضان المبارک اور شب قدر

واقعہ قرطاس کی حقیقت

(حافظ ارشاد دیوبندی کے قلم سے)

اصحابی کالنجوم

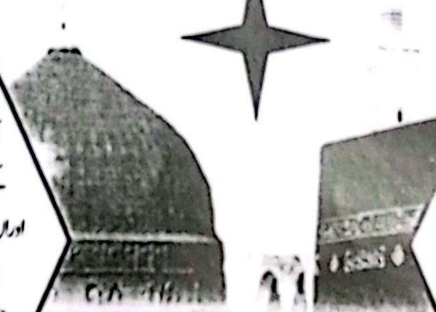

قرآن

اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر، تم مجھ کو یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا، حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اے تیرا ناس ہو ایمان لا، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں۔
(سورۃ الاحقاف آیت 17)

الحدیث

حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''لوگوں دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' کا لفظ لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھا لکھا اور ان پڑھ بآسانی پڑھ لے گا، اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ اسکی اپنی جنت اور جہنم ہوگی۔ اسکی جنت درحقیقت جہنم ہے اور جہنم درحقیقت جنت ہے، جو شخص دجال کے فتنے سے بچنا چاہے وہ اللہ سے مدد طلب کرے اور سورۃ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کا معمول بنالے۔ صحیح بخاری

صحابہ کرامؓ کے اوصاف و فضائل

زید بن اسلمؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قرآن پڑھا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے ان حضرات کے دل پسیج گئے، نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دل پسیجنے کے وقت دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ یہ دل پسیجنا اللہ کی رحمت ہے۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مومن کی جلد اللہ کے خوف سے کپکپانے لگے تو اس سے خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جس طرح سوکھے پتے جھڑتے ہیں۔

فرمان جھنگوی شہیدؒ

میرے لیڈرز میرے سیاستدان' وکلاء' گریجوایٹ' ڈی سی' ایس پی محترم آپ کے نوٹس میں ہونا چاہئے کہ بلکہ ہر ضلع کے ڈی سی او کے نوٹس میں ہے کہ شیعہ کی ایک تنظیم انڈر گراؤنڈ فوجی تربیت لے رہی ہے اور وہ پاکستان میں ایران کی طرز پر انقلاب لانا چاہتی ہے جو فوجی تربیت لیس زیر زمین اور ملک کا تختہ الٹنا چاہئیں ان پر پابندی نہیں میرا راستہ روکنے کے لئے حکومت ہر وقت تیار رہتی ہے اس سے بڑی ملک کے ساتھ غداری اور کیا ہوگی؟

فرمان فاروقی شہیدؒ

ایران کے بارے میں آپ نے سن لیا کہ ایران کے آدم خور خمینی نے کہا لا الہ اللہ محمد رسول اللہ خمینی حجتہ اللہ۔ کلمہ طیبہ کے اندر خمینی کا نام انہوں نے شامل کر دیا اور خمینی نے کہا کہ حضور ﷺ اپنے مشن میں ناکام واپس ہو گئے۔ ہم پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس زہر آلود لٹریچر پر فوری پابندی لگائی جائے اور ایران کے سفارت خانے پر ان سرگرمیوں کی وجہ سے پابندی لگائی جائے۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن ابو بکرؓ و عمرؓ پیغمبر ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمارا تعلق اس جماعت کے ساتھ ہے۔

فرمان اعظم طارق شہیدؒ

مجھے زندگی عزیز نہیں ہے۔ میری بات سپاہ صحابہؓ کے ایک ایک جیالے کو اپنے بھائی سے اتنی محبت نہیں ہے اپنی ماں سے اتنی محبت نہیں، اپنے باپ سے اتنی محبت نہیں، اپنے دوست سے اتنی محبت نہیں، جتنی محبت ہمارے دلوں میں مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی ہے۔ حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے ملاقات کا ایک ہی راستہ، موت کا راستہ ہے۔ ہم اس راستے پر چلنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ ہمیں موت سے مت ڈراو۔ اگر تمہارے پاس موت ہے اسے لے آو، اگر تمہارے گھروں میں موت کا دروازہ پڑھا ہوا ہے لاو اس دروازے کو جس دروازے میں کود کر میں سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کی بارگاہ میں پہنچ سکتا ہوں۔

فرمان علامہ علی حیدری شہیدؒ

اچھی طرح مجھے وہ وقت یاد ہے، جب مجھ سے جج پوچھ رہا تھا کہ آپ پر الزام ہے کہ آپ نے شیعوں کو کافر کہا ہے، میں نے کہا جی اس تقریر کو تو برا وقت ہوا ہے۔ اس میں کیا کیا کہا تھا، یہ تو مجھے یاد نہیں۔ آپ پوچھتے ہیں تو میں اب کہ دیتا ہوں کہ واقعی ہیں۔ اب بے چارہ پریشان تھا، اس نے سمجھا تھا کہ کہیں گے نہیں نہیں۔ پریشان ہو گیا، کہنے لگا جب وہ قادیانیوں کو کہہ رہے ہیں نا آپ؟ میں نے کہا قادیانیوں کو بھی، اور ان کو بھی؟ میں نے کہا یہ ان سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ کہتا ہے آپ کے ہوش حواس بالکل ٹھیک ہیں؟ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہیں۔ نشہ وشہ تو نہیں کیا میں نے کہا بالکل نہیں کیا: اچھا تو آپ اعتراف جرم کر رہیں ہیں؟

CamScanner

یاد امام انقلاب امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ

سلسلہ وار

نفاذِ خلافتِ راشدہ رضی اللہ عنہم

جلد نمبر 1 | جولائی | شمارہ نمبر

زندگی

جرنیل اہلسنت وکیل صحابہ

شیر اسلام فخر سادات

سید غلام رسول شاہ بخاری

لیگل ایڈوائزر اہلسنت والجماعت پاکستان

بیاد شہدائے ناموس صحابہ و اہلبیت

امیر عزیمت، مجدد العصر، ابدال زماں

حضرت مولانا علامہ **حق نواز جھنگوی** شہیدؒ

بانی سپاہ صحابہؓ پاکستان

جرنیل اول حضرت مولانا علامہ **ایثار القاسمی** شہید ایم این اے جھنگ

مؤرخ اسلام حضرت مولانا علامہ **ضیاء الرحمن فاروقی** شہیدؒ

حضرت مولانا علامہ **محمد اعظم طارق** شہید ایم این اے جھنگ

حضرت مولانا علامہ **علی شیر حیدری** شہیدؒ

☆ مولانا محمد عالم طارق ☆ مولانا محمد یوسف جھنگوی ☆ مولانا حماد اللہ مدنی ☆ قاری محمد رفیق مجاہد ☆ مولانا نعیم سرور معاویہ ☆
☆ مفتی سعید رضا حسینی ☆ مولانا غلام یاسین معاویہ ☆ راؤ حبیب الرحمن ☆ مفتی محمود ☆ علامہ صہیب احسان فاروقی ☆
☆ ڈاکٹر اللہ وسایا ☆ مولانا عابد حقانی ☆ راؤ محمود ☆

میاں محمود اقبال

ایڈیٹر

ابو معاویہ

سرپرست

حاجی محمد رفیق مینگل

بابا شبیر احمد فوجی

مولانا شمیم فاروقی

مولانا عثمان حیدر

حاجی شہاب الدین

حافظ عبد الصمد

حافظ محمد ارشاد

حافظ محمود احمد

فہرست:

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ ______ 5
واقعہ قرطاس کی حقیقت ______ 6
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ______ 9
خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ ______ 11
حضرت سلمان فارسیؓ ______ 17
رمضان ایک مہمان ______ 20
قاری عیسیٰ شہید ______ 21
ماں باپ کی عظمت ______ 28
تم لاوارث نہیں ہو ______ 30
گوشہ قفس کی یادیں ______ 33
ماں کا حیدر فاتح خیبر ______ 40

ضروری وضاحت: سلسلہ وار نفاذ خلافتِ راشدہ میں شائع ہونے والی تحریروں سے ادارہ کا کلی طور پر متفق ہونا ضروری نہیں ہے (ایڈیٹر سلسلہ وار نفاذ خلافتِ راشدہ)

مقامی رابطہ

ای میل

nkrashda@gmail.com

اگر آپ کو رسالہ نہ مل رہا ہو تو اس نمبر پر رابطہ کریں

سرکولیشن منیجر 0310-6242313

آن لائن پڑھنے کے لیے www.difaesahaba.com

برائے خط و کتابت: نفاذِ خلافتِ راشدہ اکیڈمی رفیع گارڈن بہاولنگر (پاکستان)

اداریہ

سانحہ راولپنڈی اور جوڈیشل کمیشن کی کارروائی کی سماعت............

سانحہ راولپنڈی اور جوڈیشل کمیشن کی سماعت اہل بیت کے نمائندہ سید غلام رسول شاہ صاحب نے کی۔ گزشتہ روز ماہ محرم میں 15 نومبر 2013ء کو جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی کا ایک المناک سانحہ اس وقت رونما ہوا جب محرم کا خنجر بردار ماتمی جلوس راجہ بازار سے گزر رہا تھا، اس المناک سانحہ میں پلاننگ کے تحت درجنوں بے گناہ معصوم انسانوں کو قتل کیا گیا اور راجہ بازار کی مارکیٹ کو آگ لگائی گئی بلکہ خانہ خدا کو بھی نذر آتش کیا گیا اور مسجد میں پڑے ہوئے سینکڑوں قرآن کریم اور احادیث کی کتب کو بھی آگ لگا کر شہید کیا گیا۔

اس سانحہ کے اسباب وجوہات معلوم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے جسٹس مامون الرشید شیخ صاحب کی نگرانی میں جوڈیشل کمیشن قائم کیا اور جوڈیشل کمیشن نے سانحہ کے اسباب وجوہات اور آئندہ ایسے سانحات کے تدارک کے لئے 144 گواہان کے بیانات قلمبند کئے، 144 گواہان میں سے اہل سنت کی نمائندگی کا اعزاز سید غلام رسول شاہ صاحب کو ہوا۔

5 جولائی 2014ء کو عزت مآب کمیشن کے سامنے سید غلام رسول شاہ صاحب نے نہ صرف اپنا بیان قلمبند کرایا بلکہ اہل سنت کی مظلومیت، توہین صحابہؓ کے مرتکبین کی ناپاک جسارتوں کے دستاویزی ثبوت اور ویڈیو کلپس بھی پیش کئے۔ نیز آئندہ ایسے سانحات کی روک تھام کے لئے اپنی تجاویز بھی ریکارڈ کروائیں۔ جن کی تفصیل آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کی جاسکے گی۔ یہ یاد رہے کہ قبل ازیں سال 1997ء میں بھی سید غلام رسول شاہ صاحب نے شیعہ سنی فسادات کے خاتمے کے لئے عزت مآب سپریم کورٹ آف پاکستان میں بھی امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے افکار ونظریات کی روشنی میں اپنا موقف پیش کر چکے ہیں۔ ہم ان سطور کی وساطت سے حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ عزت مآب جوڈیشل کمیشن کی رائے کی روشنی میں سنی شیعہ فسادات کے خاتمے کے لئے موثر قانون سازی کریں۔

توہین صحابہؓ......پیمرا مستقل قانون سازی کرے

گزشتہ روز ایک سماء چینل پر حضرت معاویہؓ اور حضرت ہندہؓ کی شان میں گستاخی کی گئی۔ اس گستاخی کی اہل ایمان اور اہل اسلام نے شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور عوام سراپا احتجاج ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ مقدس ہستیوں کی توہین کا سلسلہ بند ہونا چاہیے اہل ایمان ایک عرصہ سے مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ توہین صحابہؓ ہو یا توہین اہلبیتؓ ہو اس پر قانون سازی ہونی چاہیے تاکہ ملک بھر میں کسی کو بھی یہ جرات نہ ہو کہ وہ صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ عظام کی توہین کرے۔ پیمرا اس بارے میں مستقل قانون سازی کرے اور ضابطہ اخلاق مرتب کرے اور تمام چینل کو پابند کیا جائے کہ سال کے کسی بھی حصے میں ایسی گفتگو سے اجتناب کیا جائے جس سے کسی بھی مقدس ہستی کی توہین ہو۔ اس سے قبل بھی ایسی باتیں کی گئیں جن سے لوگوں کی دل آزاری ہوئی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ قانون سازی نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر اس پر پیمراء اور حکومت پاکستان مستقل بنیادوں پر قانون سازی کردیں تو آئندہ ایسی گفتگو کرنے کی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔

CamScanner

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

حافظ شاھد سعید

حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد بن اسد ایک کامیاب تاجر تھے اور نہ صرف اپنے قبیلہ میں بڑی باعظمت شخصیت کے مالک تھے بلکہ اپنی خوش معاملگی و دیانتداری کی بدولت تمام قریش میں بے حد ہردلعزیز اور محترم تھے۔ حضرت خدیجہؓ عام الفیل سے پندرہ سال قبل پیدا ہوئیں، بچپن ہی سے نہایت نیک اور شریف الطبع تھیں اور ادھر جب ان کے والد بوڑھے ہونے کی وجہ سے اپنی وسیع تجارت کے انتظام سے عاجز آ گئے تو تمام کام اپنی ذہین اور عاقلہ بیٹی خدیجہؓ کے سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ مکہ کی وہ دولت مند خاتون تھیں کہ ان کے مقابلہ میں کسی کی دولت نہ آتی تھی اور ان کی زبردست تجارت تھی کہ 80 ہزار اونٹ صرف تجارت کا مال لے جانے کے واسطے تھے اس وسیع کاروبار کو چلانے کے لئے انہوں نے ایک بڑا عملہ رکھا ہوا تھا، حضرت خدیجہؓ نے تمام کاروبار تجارت نہایت احسن طریقے سے جاری رکھا، اس وقت ان کی تجارت شام اور یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔ تاہم انہیں ایک ایسے شخص کی تلاش تھی جو بے حد قابل، ذہین اور دیانتدار ہو تاکہ وہ اسے اپنے تجارتی قافلوں کے ہمراہ دوسرے علاقوں میں بھیجا کریں، یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سرور کائناتؐ کے پاکیزہ اخلاق اور دیانتداری اور ایمانداری کا چرچا مکہ کے گھر گھر تک پھیل چکا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک یہودی عالم حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے گھر میں موجود تھا، آپ اس وقت عورتوں اور کنیزوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں نبیؐ وہاں سے گزرے انہیں یہودی عالم نے دیکھا تو اس نے کہا اے خدیجہؓ جو نوجوان ابھی آپ کے دروازے کے سامنے سے گزرا ہے کسی کو حکم دو کہ وہ اسے بلا لائیں۔ آپ نے اپنی کنیزوں میں سے ایک کو آپ کی طرف بھیجا کنیز نے کہا میری سیدہ و سردار نے آپ کو یاد فرمایا ہے آپ تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کے گھر میں داخل ہوئے آپ نے کہا اے حبر (یہودی عالم) کیا یہ وہی شخص ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا ہاں یہ محمد بن عبداللہ ہیں اور کہا خوش خبری ہے اس عورت کے لئے جس کے یہ شوہر ہوں گے اور وہ ان کی زوجہ اور اہلیہ ہوگی یقیناً وہ دنیا اور آخرت کی عزت اور شرف کو حاصل کرے گی حضرت خدیجہؓ ان گنت مال کی وارث تھیں۔ آپ نے کہا اے حبر تو نے کیسے پہچانا کہ یہ نبی ہے اس نے کہا میں نے تورات میں ان کی صفات کو پایا ہے یہ آخری زمانے میں مبعوث ہونگے ان کے ماں باپ وفات پا جائیں گے ان کے دادا اور چچا ان کی کفالت کریں گے اور وہ قریش کی ایسی عورت سے شادی کرینگے جو اپنی قوم کی سردار ہوگی اور اپنے ہاتھ سے اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اے خدیجہؓ جو کچھ میں نے آپ سے کہا اسے محفوظ کر لو جب یہودی عالم آپ کے گھر سے جانے لگا تو اس نے آپ سے کہا کوشش کرو کہ محمد ﷺ کو ہاتھ سے مت جانے دو کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی عظیم شخصیت ہیں۔

حضرت خدیجہؓ ہر اس شخص کو مال تجارت تجارت کے لئے دیتیں جو کوئی بھی ان سے مانگتا، چنانچہ جناب ابوطالب بھی نبی اکرمؐ کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہؓ کے ہاں پہنچے اور کہا: اے خدیجہ ہم چاہتے ہیں جس طرح تم اپنا مال تجارت اوروں کو دیتی ہو اسی طرح میرے بھتیجے محمدؐ کو بھی دو کہ وہ تمہاری طرف سے تجارت کرے اور ان شاء اللہ اس کو بہترین امانتدار پاؤ گی۔ چنانچہ جب تمام معاملات طے ہو گئے تو مال تجارت سپرد کر دیا گیا، چنانچہ آپؐ اشیائے تجارت لے کر عازم بصرہ ہوئے، چلتے وقت حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام خاص میسرہ کو بھی حضورؐ کے ساتھ کر دیا اور اسے تاکید کی کہ سفر میں محمدؐ کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے، سرور کائناتؐ کی دیانتداری و سلیقہ شعاری کی بدولت تمام سامان تجارت دگنے منافع پر فروخت ہو گیا، دوران سفر سردار قافلہ یعنی سرور کائناتؐ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ ہر ایک آپ کا مداح ہو گیا اور جانثار بن گیا، جب قافلہ مکہ واپس آیا تو حضرت خدیجہؓ کو میسرہ کی زبانی سفر کے حالات اور منافع کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو وہ بے حد متاثر ہوئیں۔ تجارت کے بعد جب آپؐ حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے انتہائی عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا اور خود پس پردہ تمام حالات سفر تفصیل سے پوچھے اور بے حد اظہار مسرت کیا اور آپؐ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا، بعد ازاں جناب ابوطالب نے رسول کریمؐ سے عقد کے لئے حضرت خدیجہؓ کو پیغام بھجوایا جسے انہوں نے اپنا چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے مشاورت کے بعد خوشی خوشی منظور کر لیا۔

حضور نبی کریمؐ نے حضرت خدیجہؓ کو بیس اونٹ مہر دیا اور آپ سب سے پہلی خاتون ہیں جس سے آپؐ نے نکاح کیا اور یہ شرف بھی انہیں حاصل ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ نے کسی اور کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا، نکاح کے بعد آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والی آپ پہلی خاتون ہیں اور آپ کے پیچھے کعبے میں نماز پڑھنے والی بھی آپ ہی پہلی خاتون ہیں۔ جب حضورؐ کفار کی لایعنی اور بیہودہ باتوں سے پریشان ہوتے تو حضرت خدیجہؓ عرض کرتیں ''یارسول اللہؐ آپ رنجیدہ نہ ہوں بھلا کوئی ایسا رسول بھی آج تک آیا ہے جس سے لوگوں نے تمسخر نہ کیا ہو'' حضورؐ فرماتے ہیں جب کفار سے کوئی بات سنتا اور وہ مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی تو میں خدیجہؓ سے کہتا وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی تھیں اور میرے حوصلہ بلند کرتیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہؓ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا آپ کا انتقال دس رمضان المبارک کو ہوا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون)

☆☆☆

CamScanner

واقعہ قرطاس کی حقیقت

مولانا ارشاد احمد دیوبندی (رحیم یار خان)

قسط دوم

اس موضوع پر چند اہم باتیں محقق زماں مورخ اسلام حضرت مولانا محمد نافع صاحب کی بھی ضرور ملاحظہ فرمالیں حضرت رقم طراز ہیں جس قوم کو مطاعن صحابہؓ مرتب کرنے من لذت وخوشی محسوس ہوتی ہے ان کے نزدیک یہ واقعۂ قرطاس مطاعن فاروقی میں اہم ترین اعتراض شمار کیا جاتا ہے اہل سنت کی جانب سے اس مصنوعی طعن کے بڑے مدلل تسلی بخش جواب دیے گئے ہیں جو سعادت مند اہلِ اسلام کے لیے اطمینان بخش ہیں اور کج روشیعی ضلالت کا کوئی علاج نہیں جب تک ہادیٔ مطلق جل جلالہ کی طرف سے قلبی ہدایت کا فرمان اور سامان نہ ہوجائے ۔حضرت ممدوح لکھتے ہیں کہ واقعۂ قرطاس خبرِ احاد میں سے ہے یعنی اس حدیث کے راوی صرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ اکیلے یہ روایت کرنے والے ہیں ۔اس وقت آپ کا شمار بھی صغار میں سے یعنی صغار صحابہؓ میں سے ہوتا تھا کبار صحابہؓ میں سے کوئی ایک صحابی بھی اس روایت کو نقل کرنے والا نہیں ہے ۔کتب احادیث میں اور کوئی بھی اس واقعہ قرطاس کا راوی نہیں ہے

کلام جامع حسبنا کتاب اللہ

کتاب اللہ کافی ہے اس کا صحیح مطلب کیا بنتا ہے؟ اگر اس ایک جملے کو آپ اچھی طرح سمجھ لیں تو پھر تو مسئلہ ہی ختم ہوجائے گا اور اگر اس میں دماغ الجھ گیا اور شیعت غالب آگئی تو ایسا واضح پیارا سا جملہ حسبنا کتاب اللہ کی سمجھ کیسے آئے گی۔

ہاں! ہم کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا دامن شیعت سے پاک ہوکر ایک سچے مسلمان کا آئینہ دار ہوجائے ۔محترم غور فرمائیے یہ ایک جملہ ہے اور یہ جملہ صفت جامعیت سے متصف ہی ادا کرسکتا ہے ایسا جملہ کہنا ہر آدمی کا کام ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ کہدے کہ کتاب اللہ کافی ہے بلکہ جس کی سوچ کی بلندی فضائے آسمانی سے بھی بلند اور آگے ہوگی وہ ہی کہہ سکتا ہے کہ حسبنا کتاب اللہ بلکہ یوں سوچیے کہ جس کی سوچ اور فکر فکرِ نبویؐ سے ہم آہنگ ہوگی وہ ہی مقدس شخصیت یہ جامع جملہ حسبنا کتاب اللہ ادا کرسکتا ہے جس کی نظر کامل کتاب اللہ پر ہو بلکہ احکامات کتاب اللہ پر ہوگی یہ اُس ہی کی صدا ہوگی کہ ہمیں کتاب اللہ کافی ووافی ہے ۔اچھا بہت ہی مختصر انداز میں اس جملہ حسبنا کتاب اللہ کی جامعیت کو عربی ادب میں ملاحظہ فرمائیے ۔مفکرین علمائے کرام سے زیادہ بہتر اور کون جانتا ہے کہ درحقیقت اس جملہ میں کتنے راز مضمر ہیں کہ اس کی مختصر وضاحت آپ یوں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ ایک عام آدمی کسی چیز کے الگ الگ اجزاء کا ذکر کرے اور دوسرا مفکر آدمی اس چیز کا صرف نام لیتا ہے یعنی سوائے اسلامی احکامات کی الگ الگ وضاحت کے ایک جامع نام سے اپنے مقصد کی وضاحت کردیتا ہے ۔جیسے کوئی نماز روزہ حج زکوٰہ صدقات جہاد، ان سب کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کرے اور دوسرا حرف یہی کہہ دے کہ حسبنا کتاب اللہ ۔اگر اب بھی اچھی سی وضاحت ذہن نشین نہ ہوئی ہو تو پھر ایک دجال کذاب احمق نبوت کا دعویٰ کرنے والا پاگل مرزا قادیانی آنجہانی کے اس فعل جاہلانہ غیر عاقلانہ سے یہ بات ضرور واضح ہوجائے گی کہ اگر کوئی عاقل کسی دشمن اسلام پر لعنت کرنا چاہے تو وہ صرف یوں کہے گا کہ فلاں پر ہزار بار لعنت لیکن جب مرزا قادیانی نے اپنے مسلمان دشمنوں پر لعنت کی تو اس بد بخت لعین نے ایک مستقل کتاب لکھی اور اس کتاب کا پہلا جملہ یہی ہے کہ میرے نہ ماننے والوں پر لعنت اور ہزار بار لکھا اس کتاب کی ورک گردانی کرتے جاؤ پوری کتاب میں ایک یہی جملے بغیر لعنتی کتاب کے لعنتی مصنف نے اور کچھ بھی نہی لکھا اور خود بھی اپنے دماغ میں تجزیہ کرلیجیے کہ سیدنا عمر فاروقؓ کے فرمان ذیشان حسبنا کتاب اللہ کو ترازو عقل پر جانچنے والے کی عقل بھی ہمیں یہیں سے معلوم ہوجائے گی ۔کہ یہ کامل العقل صاحب فراست حضرت عمر فاروقؓ کے اس فرمان کی تحسین کرتا ہے کہ

حضرت عمر فاروقؓ کے اس فرمان کی تحسین کرتا ہے کہ وہ بھی عاقل ہے اور اگر وہ عقل کا اندھا اس فرمان کی تردید اور تنقیص کرے تو جان لیجیے کہ وہ بھی مرزا قادیانی کی سی عقل کا حامل ہے عاقل کو اس فرمان فاروقی میں جامعیت نظر آئے گی

چاند تارے

دین کے جس باغ کی اب تک مہک ہے کو بہ کو
کر دیا دین نبی ﷺ پر اپنا تن من دھن فدا
کیسا منظر ہو گا وہ، اللہ اکبر! جس گھڑی
قیصر و کسریٰ کی شوکت ان کی ٹھوکر سے اڑی
ان کی قربانی کا ثمرہ ، ان کی محنت کا ہے پھل
کیا مناظر ہوں گے یارب! کیا حسیں ہوں گے وہ دن
ان کو رب نے بارہا اپنی رضا کی دی سند
پی رہی ہے ساری دنیا اب تلک اُس جام سے
کاش میری جان اصحابؓ نبی ﷺ پر ہو فدا

اس کی شریانوں میں ہے کتنے صحابہؓ کا لہو
ان کا احساں ہے کہ ہم تک دین پہنچا ہو بہو
مسجد نبوی میں ہوں گے چاند تارے روبرو
ان کی ہیبت سے ابھی تک بھی لرزتے ہیں عدو
دینِ نبوی کا علَم لہرا رہا ہے چار سو
مصطفیٰ ﷺ سے کرتے ہوں گے جب صحابہؓ گفتگو
جنت الفردوس کو رہتی تھی ان کی جستجو
ساقیِ کوثر ﷺ کے ہاتھوں جو ملا ان کو سبو
کاش عباسیؔ کی پوری ہو حسیں یہ آرزو

مفتی محمد سعید ارشد الحسینیؔ

حجۃ الوداع کے دن یہ بشارت آئی کہ آج کے دن میں نے اپنے دین کو کامل و مکمل کر دیا ہے۔اور تمام کردی ہے تم پر اپنی نعمت کو پھر جب اللہ دین کو کامل و مکمل کر چکا ہو تو اب یہ امر تو کسی نئے امر دینی کے لکھوانے کے لیے تو ہرگز نہیں ہے۔ہو نہ ہو اس کی کوئی تفصیل ہو گی

وہ بھی عاقل ہے اور اگر وہ عقل کا اندھا اس فرمان کی تردید اور تنقیص کرے تو جان لیجیے کہ وہ بھی مرزا قادیانی کی سی عقل کا حامل ہے عاقل کو اس فرمان فاروقی میں جامعیت نظر آئے گی غور فرمایئے کہ سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ حسبنا کتاب اللہ آپ اس حالت بیماری میں مزید تکلیف نہ فرمائیں۔آپ نے ہمیں جو اللہ کی کتاب عطا فرمائی ہمیں یہ کافی ہے۔محترم یہ کوئی عامی فکر نہیں تھی بلکہ اس موقع پر جب اہلبیت میں اس نازک وقت میں اختلاف ہوا۔اور اس طرح آوازیں بلند ہونے لگیں تو اس طرح حضورؐ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔زور اور بلند آواز سے اللہ کو بھی حضورؐ کے سامنے کہنا ناپسند ہے اللہ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اے ایمان والو اپنی آواز نبیؐ کے روبرو بلند نہ کرو اور نبیؐ سے بلند آواز میں ایسے گفتگو نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو۔ایسا نہ ہو کہ تمہارے نیک اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

القرآن سورۃ الحجرات۔۔

اس فرمان فاروقی کا مقصد بھی بالکل یہی تھا کہ ہم کو نبی کریمؐ کے پاس بلند آواز سے گفتگو کرنے سے اللہ نے قرآن میں منع فرمایا ہے اس لیے اس نازک مرحلہ پر طویل گفتگو کرنا اور بحث کو طول دینا تو بے سود تھا ایسے موقع پر تو جامع گفتگو کی ضرورت تھی اور یہی گفتگو نہایت ہی جامع انداز میں سیدنا فاروق اعظمؓ نے کہ حضرت عمرؓ کی یہ بات تو واقعی لائق تحسین تھی اور اس فاروقی فرمان سے زیادہ فائدہ تو اہل بیت کو ہوا مگر نہایت ہی افسوس کہ نام نہاد حب اہل بیت کے صرف نام کے پجاریوں نے بجائے حضرت عمرؓ کے ممنون و مشکور ہونے کے شیعوں نے الٹا طعن کرنے لگ جانے میں اپنی بیوقوفی کا اظہار کیا اس سلسلہ کی مزید وضاحت بھی ضرور نوٹ فرمالیجیے۔حضرت علیؓ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ ہے کہ۔حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی خدمت میں ایک کاغذ لاؤں جس کاغذ میں آپ کچھ لکھ دیں تاکہ آپ کی امت آپ کے بعد گمراہ نہ ہو۔مگر میں وہ کاغذ نہ لا سکا کہ اس لیے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے پیچھے آپ کی وفات نہ ہو جائے۔۔۔مسند احمد جلد نمبر ۲

محترم قارئین۔اس روایت کو بغور پڑھیے تو آپ کو فرمان فاروقی حسبنا کتاب اللہ کی پوری سمجھ آجائے گی کہ حضرت عمر کا قول ایسا عظیم الشان قول ہے کہ جس کا سب سے زیادہ فائدہ حضرت علی کو ہوا جہاں تک اس فرمان نبوی کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ تو ظاہر بات ہے کہ اس شام نبی پاک کی طبیعت مبارکہ ناساز تھی تو ایسے وقت میں آپ کی طبعیت نے تنہائی کو بہتر جانا اور صحابہؓ سے فرمایا کہ مجھے تنہا چھوڑ دو یہ بھی آپ اپنے ذہن میں محفوظ رکھیں کہ اس روز کے بعد آپؐ برابر ایک روز نہیں بلکہ پورے پانچ روز تک حیات رہے مگر ان پانچ دنوں تک آپؐ نے کچھ بھی نہیں لکھوایا۔تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی امر خاص ہرگز ہرگز نہیں تھا اگر بالفرض یہ امر شرعی ہوتا تو یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ اس وقت جب کوئی نہیں تھا تبلیغ رسالت سے نہ ہٹے جس کی تفصیل ہر ایک کو بڑی وضاحت سے معلوم ہے حتیٰ کہ آپؐ کے چچا ابوطالب نے نرمی کرنے کا کہا تو فرمایا کہ یا میں دنیا سے رخصت کر دیا جاؤں ورنہ میں تبلیغ رسالت پوری طرح دنیا کے سامنے الم نشرح کر کے اپنے مشن کو مکمل کروں گا خواہ مجھے اپنے مشن میں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔تو کیا آج نبی کریم عمرؓ سے یا دیگر صحابہؓ سے ڈر کر یا ان کے منع کرنے سے ایک امر شرعی نہیں لکھوا رہے یہ غیر عقل دلیل کس طرح تسلیم کی جا سکتی ہے؟ یہ تو ڈھکوسلہ ہے عقل سے عاری لوگوں کا یہ ٹمینی کے گماشتے آقا کو ناکام ثابت کرنے کے لیے اس طرح کی غیر اسلامی گفتگو کرتے ہیں تاکہ عیسایت یہودیت اور دیگر کفار کو تنقید کرنے کا موقع مل سکے کہ حضور نبی کریمؐ آخری وقت جو تحریری لکھوانا چاہتے تھے وہ نہ لکھوا کر امت کو گمراہی کے دلدل میں پھنسا گئے ہیں۔العیاذ باللہ

اس موضوع پر ٹمینی نے بڑا زور لگایا ہے کہ جتنے پیغمبر بھی دنیا میں آئے کوئی کامیاب نہ ہوسکا حتیٰ کہ نبی کریمؐ بھی کامیاب نہ ہوسکا مگر ایرانی شیعی فوج نے کامیاب ہونے کی سرفرازی حاصل کی العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد

حجۃ الاسلام حضرت امام نانوتویؒ کی وضاحت:

پہلی گزارش تو یہ ہے کہ کسی روایت میں یہ نہیں کہ کاغذ قلم، دوات کے لانے کے معنی میں اول سیدنا عمر فاروقؓ ہی تھے البتہ جب حضورؐ نے کاغذ، قلم، دوات منگوانے کو فرمایا تو اس وقت اس محفل میں حضرت عمر بھی موجود تھے۔حاضرین مجلس کی رائے اس وقت مختلف تھی کسی نے کہا کہ امتثال امر ہی کیا جائے کوئی بولا کہ اس شدت مرض میں یہ تکلیف نہ دیجیے اس کش مکش میں آپؐ کے سامنے ایک شور برپا ہو گیا تو اس وقت اس شور کو پسند کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کی رائے میں یہ خیال آیا کہ آپ کا یہ ارشاد مبارک مربیانہ اور مشفقانہ ہے بطور ایجاب نہیں جس کی تعمیل واجب ہو کیونکہ خداوند کریم اس سے قبل فرما چکا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم ۔۔۔۔۔الخ

حجۃ الوداع کے دن یہ بشارت آئی کہ آج کے دن میں نے اپنے دین کو کامل و مکمل کر دیا ہے۔اور تمام کردی ہے تم پر اپنی نعمت کو پھر جب اللہ دین کو کامل و مکمل کر چکا ہو تو اب یہ امر تو کسی نئے امر دینی کے لکھوانے کے لیے تو ہرگز نہیں ہے۔ہو نہ ہو اس کی کوئی تفصیل ہو گی۔آپ کو بوجہ شفقت کاملہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ سو جب باوجود شدت مرض کے آپ نے ہمارے لیے یہ تکلیف گوارہ فرمائی تو کیا اس کی مکافات یہی ہے کہ ہم بھی آپ کے لیے اس تکلیف کو گوارہ کریں۔بلکہ مقتضی ادب یہی ہے کہ کسی طرح یہ شور موقوف ہو جائے کہ حسبنا کتاب اللہ اور اگر ارشاد نبوی کو دوبارہ طلب کاغذ قلم و دوات شفقت پر محمول کرنا کسی کو

تعصب نظر آئے اور باوجود توضیح کے اس ارشاد کو ارشاد وجوب ہی کہنے پر مصر ہو تو پھر یہ اعتراض فقط حضرت عمرؓ پر ہی نہیں ہوگا بلکہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ تمام اہل بیتؓ اور تمام صحابہؓ اس جرم میں حضرت عمرؓ کے شریک نکلے۔ آخر اس واقعہ کے بعد حضورؐ کئی روز تک زندہ رہے بلکہ غور سے دیکھیے کہ اس صورت میں اس ارشاد کو ارشاد ایجابی اور امر وجوبی کہیے جیسا کہ شیعوں کا جی چاہتا ہے تو پھر العیاذ باللہ سرور دو عالم ﷺ بھی نعوذ باللہ اس جرم میں شریک ہوئے کیونکہ جس قدر ہم پر اطاعت خدا واجب ہے اس سے زیادہ نبی پر تبلیغ کے احکام واجب ہیں۔ چنانچہ آیت یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔۔۔ الخ اس پر دلالت کرتی ہے اس لیئے کہ حاصل اس آیت مذکورہ کا یہ ہے کہ اے رسولؐ پہنچا دے جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور اگر یہ کام نہ کرو گے تو پھر تم نے کوئی پیغام بھی خدا کا نہ پہنچایا۔ (نوٹ) حضرت نانوتویؒ نے اپنی مشہور ضخیم کتاب ہدیۃ الشیعہ میں بڑی تفصیلی بحث فرمائی ہے ہدیۃ الشیعہ کا یہ حصہ ضرور ضرور مطالعہ کریں۔ سب مسلمان بخوبی جانتے ہے کہ ہر شیعہ کے دل میں بغض صحابہ مجرا ہوا ہے جوان سے وقتاً فوقتاً ہر حال ظاہر ہوتا رہتا ہے اہلسنت کا تو اول سے یہ واضح اور محکم موقف ہے کہ نہ تو سیدنا حضرت عمرؓ سے حکم عدولی ہوئی اور نہ ہی اہلبیت سے، ہاں! بغض صحابہؓ میں شیعہ اتنے متشدد واقع ہوئے ہیں کہ شیعہ اصحابؓ رسولؐ کے اسلامی کارناموں پر نظر ہی نہیں ڈالتے شیعہ اصحابؓ رسولؐ کی اہلبیتؓ رسول سے قرابت کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں ان امور کو دیکھتے ہوئے یہ سو فیصد یقین ہو جاتا ہے کہ شیعہ کو اہلبیتؓ سے قطعاً یقیناً محبت اور قلبی تعلق نہیں بلکہ ہر ایک شیعہ کے دل و دماغ میں صحابہ کرام کی دشمنی کے جراثیم روز افزوں ترقی کرتے رہتے ہیں وہی بفرمان اللہ رب العلمین۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ورنہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے فرمان مقدس حسبنا کتاب اللہ کے عین موافق خود حضرت نبی کریم کا اپنا فرمان مقدس ایک حدیث مبارکہ میں بھی موجود ہے فرمایا ترکت فیکم۔۔ الخ میں تمہیں دو چیزیں (کتاب اللہ اور سنت نبویؐ) چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔

قارئین محترم! ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے مخالفین کے پاس نہ کتاب رہی نہ سنت، نہ اہلبیتؓ حضرات کی سنت۔ جب اہلبیتؓ کا نام شیعہ لیتے ہیں تو تقیہ کرتے ہیں مگر اللہ تعالی کی سنت ملاحظہ کریں کہ حسبنا کتاب اللہ کی اندھی مخالفت نے شیعوں سے قرآن کریم کو اعلانیہ چھوڑنے کا اعلان کرا دیا جس پر شیعہ کتب مثلاً تفسیر قمی، تفسیر فرات، اصول کافی، احتجاج طبرسی، فصل الخطاب وغیرہ شاہد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ شیعہ جمع احکامات اسلام کے انکار کے باعث ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں اللہ تعالی امت محمدیہؐ کی ایسی واضح کافرانہ قوم سے حفاظت فرمائیں۔ آمین ثم آمین

اسلاف بزرگان دین نے ہمیشہ تکالیف و مصائب برداشت کر کے اور مالی و جانی قربانیاں دے کر دینی علوم کی حفاظت و اشاعت کا کام سرانجام دیا، اب بھی مسلمانوں کو دینی علوم کی حفاظت کیلئے حسب توفیق مالی قربانی دینا ہوگی۔

جامعہ خلفائے راشدین رض

بلاک نمبر 28 سرگودھا (بالمقابل گورنمنٹ پرائمری لال سکول)

صدقات | خیرات | عشر | زکوٰۃ | صدقہ فطر | چرم قربانی

وغیرہ کا بہترین مصرف ہے لہٰذا تمام نیک دل مسلمان اپنے اس مذہبی، دینی تعلیمی ادارہ کی سرپرستی و امداد لوجہ اللہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

الداعی الی الخیر: برائے رابطہ: 0300-96893-0345-9608293

مولانا غلام یاسین معاویہ مہتمم جامعہ خلفائے راشدینؓ بلاک 28 سرگودھا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی بہاولپور

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر تھا، حضرت عائشہؓ نے بچپن میں اس وقت اسلام قبول کیا جب صرف 18 حضرات اسلام کے دامن سے وابستہ ہو چکے تھے، آنحضرت ﷺ سے آپ کا نکاح ہجرت سے دو سال پہلے ہوا، اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھے برس تھی، اور رخصتی ہجرت کے بعد غزوہ بدر کے فوراً بعد شوال المکرم ۲ھ میں ہوئی، اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو برس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر آپؓ کی کنیت ام عبداللہ تجویز فرمائی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے آنحضرت ﷺ سے گزارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ مزید نکاح نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "کس سے؟" حضرت خولہؓ نے فرمایا "کنواری خواتین میں حضرت عائشہؓ ہیں اور بیوگان میں حضرت سودہ بنت زمعہؓ ہیں" آنحضرت ﷺ نے دونوں سے نکاح کی بات کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ حضرت خولہؓ کی وساطت سے آپ ﷺ نے دونوں سے نکاح فرمایا۔ (اسد الغابہ صفحہ 880 جلد 3)

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے فقہ، طب اور شعر میں ام المؤمنین سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا اور اگر حضرت عائشہؓ میں اور کوئی فضیلت نہ بھی ہوتی جب بھی واقعہ افک میں جس انداز میں قرآن حکیم نے ان کی برأت بیان فرمائی جو قیامت تک تلاوت کی جائیگی، ان کی فضیلت اور علو مرتبہ کی ناقابلِ تردید دلیل ہے (حوالہ بالا) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" یاعائش ھذا جبریل یقرء علیک السلام "(اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں آپ کو سلام کہہ رہے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ (میری طرف سے بھی ان پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو) (مسلم شریف صفحہ 287 جلد 2)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا" فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام) (مسلم شریف 287 جلد 2) حضرت عائشہ کو عورتوں پر ایسے برتری حاصل ہے جیسے ثرید کو بقیہ کھانوں پر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اریتک فی المنام ثلث لیال جاء نی بک الملک فی سرقۃ من حریر یقول ھذا امرأتک (مسلم شریف صفحہ 285 جلد 2) اے عائشہ آپ مجھے تین رات تک خواب میں دکھائی جاتی رہی ہیں، ایک فرشتہ سفید ریشمی کپڑے پر آپ (کی تصویر) کو لاتا تھا اور کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا "آپ سب سے زیادہ کسے پسند فرماتے ہیں؟ فرمایا عائشہ کو۔ پوچھا مردوں میں آپ سب سے زیادہ کسے عزیز رکھتے ہیں؟ فرمایا عائشہ کے والد کو۔ (اسد الغابہ صفحہ 882 جلد 3) حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ افقہ الناس اوراحسن الرائی خاتون تھیں (حوالہ بالا)

حضرت عائشہؓ کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ [۱] رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ [۲] آپ ان چھے، سات صحابہؓ میں سے ہیں جن سے بہت سی احادیث مروی ہیں آپؓ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دوسو دس (2210) ہیں۔ [۳] آپ کی وسعتِ علمی صحابہ میں مسلّم تھی اور بڑے بڑے صحابہ مختلف فیہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ بوقتِ وفات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔ اور آپ ہی کے گھر میں نبی ﷺ کو دفن کیا گیا۔ [۶] نبی ﷺ پر اس وقت بھی وحی نازل ہوتی تھی جب کہ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں ہوتے تھے، باقی ازواج کو یہ شرف حاصل نہیں تھا۔ [۷] آپ کی برأت کے بارے میں آیتیں نازل ہوئیں جن کی تلاوت قیامت تک کی جاتی رہے گی۔ [۸] آپ حبیبۂ رسول اللہ ﷺ اور بنتِ خلیفۂ رسول ﷺ ہیں۔ [۹] ایک سفر میں آپ کا ہار گم ہوگیا تو نبی ﷺ مع اپنی افواج کے ہار تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے، اس اثنا میں صبح کی نماز کا وقت ہوا اور اس مقام پر پانی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے جوازِ تیمم کے بارے میں آیتیں نازل فرمائیں۔ تو تیمم کا نزول آپ کی برکات میں سے ایک برکت ہے کل امتِ محمدیہ کے لیے۔ [۱۰] شریعتِ محمدیہ میں عورت کے بلوغ کی کم سے کم مدت ۹ سال ہے کیونکہ حضرت عائشہ نو سال کی عمر میں بالغہ ہوئی تھیں۔ [۱۱] حنفی مذہب میں زیادہ سے زیادہ مدتِ حمل دو سال ہے۔ اور اس قول کا مدار حضرت عائشہ کی یہ حدیث ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ ہرگز نہیں رہ سکتا۔

آپ کی وفات منگل کی رات کو ۱۸ رمضان ۵۷ھ میں ہوئی و قیل سنۃ ثمانی و خمسین۔

نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (مقدمہ شرح بیضاوی للشیخ موسیٰ روحانی بازیؒ صفحہ 123 جلد 1)

آپ کی قبر میں پانچ حضرات اترے [۱] حضرت عبداللہ بن زبیرؓ [۲] حضرت عروہ بن زبیر [۳] حضرت قاسم بن

CS CamScanner

محمد بن ابی بکر [۴] حضرت عبداللہ بن محمد بن ابی بکر [۵] حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (اسد الغابہ صفحہ 883 جلد 3)

آخر میں تفسیر روح المعانی کے حوالہ سے ایک ایمان افروز اقتباس ملاحظہ ہو، علامہ محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں "قرآن میں "وقرن فی بیوتکن" میں بیوت (گھروں) کی نسبت جو ازواج مطہرات کی طرف کی گئی ہے اس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے ان کی ملک تھے، حافظ غلام محمد الاسلمیؒ نے اپنی کتاب "التحفۃ الاثنی عشریہ" میں اس کی صراحت بھی کی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ ازواج مطہرات میں جو جس حجرہ میں رہائش پذیر تھیں، آنحضرت ﷺ نے وہ حجرہ اسی زوجہ مطہرہ کو ہی عطیہ کردیا اور آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بھی ہر زوجہ مطہرہ کو اپنے حجرہ میں تصرف کرنے کا مکمل اختیار تھا، فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے لئے کوئی گھر بنائے اور بیوی کو اس کا قبضہ بھی دے دے تو یہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس کو ہبہ کردیا ہو اور اسی کے سپرد کردیا ہو (اس طرح حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روضہ اطہر کی مالکہ ٹھہرتی ہیں اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے)

حضرت عائشہؓ کے روضہ مبارکہ کی مالکہ ہونے کی ایک اور دلیل بھی ہے، وہ یہ کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنی شہادت کے قریب روضۂ اقدس میں دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگی تھی اور یہ سب کچھ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ہوا تھا اور حضرت علی المرتضیٰؓ سمیت کسی صحابی نے بھی کوئی نکیر نہیں فرمائی تھی (معلوم ہوا کہ روضہ مبارکہ حضرت عائشہؓ کی ملک تھا ورنہ ان سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی) اسی طرح اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت سیدنا حسنؓ نے بھی حضرت عائشہؓ سے روضہ مبارکہ میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی (یہ روایت "الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ" اور دیگر کتب میں موجود ہے) اگر حجرہ مبارکہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث (انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی) کی رو سے بیت المال کے لئے ہوتا تو حضرت حسنؓ مروان سے اجازت طلب کرتے کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر وہی تھا، اور اگر (اہل تشیع کے عقیدہ کے مطابق) حجرہ مبارکہ میں وراثت جاری ہوئی تھی تو حضرت حسنؓ باقی ازواج مطہرات سے بھی اجازت مانگتے، جب حضرت حسنؓ نے صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی اجازت مانگی تھی تو معلوم ہوا کہ حجرہ مبارکہ حضرت عائشہؓ کی ہی ملک تھا۔ (روح المعانی صفحہ ۶،۷، جلد ۱۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت سیدنا علیؓ

اسلام کی جو خدمت حضرت علیؓ نے کی ہے
پھر اُن کے بعد دنیا میں کب کسی نے کی ہے
بچوں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھا ہے جس نے
شیروں کی مثل جرأت اس طفل ہی نے کی ہے
جس کا بھی میں ہوں مولی، اس کا علیؓ بھی مولی
یہ بات بارہا خود میرے نبیؐ نے کی ہے
خیبر کا در اُکھاڑا ، مرحب کا سر اڑایا
اک فوج کی سی ہمت تنہا اسی نے کی ہے
کرتے ہیں سارے سُنّی تسلیم ان کی عظمت
رتبہ گھٹانا اُن کا، فطرت کمینے کی ہے
لختِ جگر نبیؐ کی ، زوجہ علیؓ کی ٹھہریں
کیا خوب اُن کی نصرت، خوش قسمتی نے کی ہے
بدر و اُحد میں دیکھو، خندق حنین جاؤ
کیا معرکہ زنی اُس مردِ جری نے کی ہے
قرآن اور سنت کی ہر قدم اطاعت
صدیقؓ اور عمرؓ کے۔ اُس مقتدی نے کی ہے
جس کو بھی حق ہے جانا، وہ بات بر ملا کی
تقیہ کی ان سے نسبت بس رافضی نے کی ہے
خوشا جمیلؔ تو بھی مدحت سرا ہے اُس کا
توصیف جس کی ہر اک غوث و ولی نے کی ہے

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی بہاولپور

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ — 21 رمضان المبارک یوم وفات

حاجی رفیق مینگل کوئٹہ

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور کردار وکارناموں سے تاریخ اسلام کے اوراق روشن ہیں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھے مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

آپؓ کا نام علی، لقب حیدر و مرتضیٰ، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب آپؓ کا نسب حضور ﷺ کے بہت قریب ہے، آپؓ کے والد ابوطالب اور حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ دونوں بھائی بھائی ہیں، آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں...... ماں باپ دونوں طرف سے آپؓ ہاشمی ہیں۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ' میں ہاشمی سرداروں کی تمام خصوصیات موجود تھیں...... بدن دوہرا، قد میانہ، چہرہ روشن ومنور، داڑھی گھنی اور حلقہ دار، ناک بلند، رخساروں پر گوشت، غلافی اور بڑی آنکھیں...... پیشانی کشادہ، کاندھے بھاری اور چوڑے، بازو اور کلائیاں گوشت سے بھری ہوئیں، سینہ چوڑا، چہرہ پر مسکراہٹ اور پیشانی پر سجدے کے نشان...... معمولی لباس زیب تن فرماتے، آپؓ کا عبا اور عمامہ بھی سادہ تھے، گفتگو علم وحکمت اور دانائی سے بھرپور ہوتی...... بچپن سے نہ صرف حضور ﷺ کے ساتھ رہے بلکہ آپ ﷺ ہی کی آغوشِ محبت میں پرورش پائی، حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی خاتونِ جنت سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے ساتھ آپؓ کا نکاح ہوا اور ان سے آپؓ کی اولاد ہوئی، صحابہ کرامؓ میں جو لوگ اعلیٰ درجہ کے فصیح وبلیغ اور اعلیٰ درجہ کے خطیب اور شجاعت وبہادری میں سب سے فائق مانے جاتے تھے ان میں آپؓ کا مقام

ومرتبہ بہت نمایاں تھا، خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ میدانِ جنگ میں تلوار کے دھنی اور مسجد میں زاہدِ شب بیدار تھے، مفتی وقاضی اور علم وعرفان کے سمندر تھے، عزم وحوصلہ میں ضرب المثل، خطابت و ذہانت میں بے مثل،، فضائل وفضیلتیں بے شمار، ان سب کے باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے، نمک، کھجور، دودھ گوشت سے رغبت تھی، غلاموں کو آزاد کرتے، کھیتی کی دیکھ بھال کرتے، کنویں سے پانی نکالتے، اپنے دور خلافت میں بازاروں کا چکر لگاکر قیمتوں کی نگرانی فرماتے، جب نماز کا وقت آتا تو آپؓ کے بدن پر لرزہ طاری ہوجاتا اور چہرے پر زردی چھاجاتی، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر اتارا تو وہ اس بوجھ کو اٹھانے سے عاجز ہوگئے'' آپؓ میں عجز و انکساری نمایاں تھی، ایک بار آپؓ ایک قبرستان میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ! اے ابوالحسن آپؓ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں کو بہت اچھا ہم نشین پاتا ہوں یہ کسی کی بدگوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں...... ایک مرتبہ جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے اصرار پر ضرار اسدیؒ نے خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے اوصاف و صفات بیان کرتے ہوئے کہا کہ! اللہ کی قسم حضرت علی المرتضیٰؓ بڑے طاقتور تھے، فیصلے کی بات کہتے تھے اور انصاف کے ساتھ حکم دیتے تھے، رات کی تنہائیوں اور وحشتوں سے انس حاصل کرتے تھے، روتے بہت تھے اور فکر میں زیادہ رہتے تھے، لباس ان کو وہی پسند تھا جو کم قیمت ہو اور کھانا وہی مرغوب تھا جو ادنیٰ درجہ کا ہو، وہ ہمیشہ اھلِ دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے کبھی کوئی طاقتور اپنی طاقت کی وجہ سے ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی امید نہ کرسکتا تھا اور کوئی کمزور ان کے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا، خدا کی قسم میں نے بعض اوقات دیکھا کہ جب رات ختم ہونے کو ہوتی تو

CamScanner

داڑھی پکڑ کر اس طرح بیقرار ہوتے تھے کہ جس طرح کو سانپ کے ڈسنے سے بے چین ہوتا ہے اور بہت دردناک آواز میں روتے تھے اور فرماتے! اے دنیا میرے سوا کسی اور کو فریب دے تو میرے سامنے کیوں آتی ہے مجھے شوق کیوں دلاتی ہے یہ بات بہت دور ہے میں نے تجھے تین طلاق بائینہ دی ہیں جن میں رجوع نہیں ہو سکتا، تیری عمر کم ہے اور تیری قدر و منزلت بہت حقیر ہے، آہ...... زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا ہے، راستہ وحشت ناک ہے...... یہ سن سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو ابو الحسنؓ (علیؓ) پر اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

ایک موقعہ پر حضورﷺ نے فرمایا کہ! ''علیؓ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں'' سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ہر معرکہ میں سیدنا حضرت علیؓ نے اپنی شجاعت و بہادری اور فداکاری کا لوہا منوایا بدر و احد، خندق وحنین اور خیبر میں اپنی جرأت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے......

ہجرت کی شب حضورﷺ کے بستر مبارک پر آرام فرما ہوئے، اور آپؓ نے آخری وقت میں حضورﷺ کی تیمارداری کے فرائض سرانجام دیئے اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ آپؓ کو ''غسلِ نبویﷺ'' کی سعادت بھی نصیب ہوئی...... آپؓ ''عشرہ مبشرہ'' جیسے خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں بھی شامل ہیں جن کو حضورﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت وخوشخبری دی اور خلافتِ راشدہؓ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے، آپؓ کو بچپن میں قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور بچوں میں سے سب سے پہلے آپؓ ہی دولتِ ایمان سے منور ہوئے، آپؓ کو ''السابقون الاولون'' میں بھی خاص مقام اور درجہ حاصل ہے،

آپؓ ''بیعتِ رضوان'' میں شریک ہوئے اور ''اصحابُ الشجرہؓ'' کی جماعت میں شامل ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راضی ہونے اور جنت کی بشارت وخوشخبری دی، آپؓ ''اصحابِ بدرؓ'' میں سے بھی ہیں جن کی تمام خطائیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیں، مکی زندگی میں حضورﷺ کے ساتھ ہر قسم کے مصائب و مشکلات کو جھیلتے رہے...... حضورﷺ نے ان کو اپنے ساتھ وہی نسبت دی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تھی۔

حضورﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے بغض رکھنے کو محرومی کا سبب قرار دیا۔ آپؓ بہت زیادہ عبادت گزار تھے، امام حاکمؒ نے زبیر بن سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا جو حضرت علیؓ سے زیادہ عبادت گزار ہو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بہت زیادہ روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔ آپؓ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے کوئی سائل و حاجت مند آپؓ کے در سے خالی نہ جاتا تھا...... آپؓ قرآن مجید کے حافظ اور اس کی ایک ایک آیت کے معنیٰ اور شانِ نزول سے واقف تھے...... سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ہی وہ خوش قسمت ترین انسان ہیں جن کو حضورﷺ نے جنگ خیبر کے موقعہ پر فتح کا جھنڈا عنایت فرمایا۔

آپؓ کا نام علی، لقب حیدر و مرتضیٰ، کنیت ابو الحسن اور ابو تراب آپؓ کا نسب حضورﷺ کے بہت قریب ہے، آپؓ کے والد ابو طالب اور حضورﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ دونوں بھائی بھائی ہیں، آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں...... ماں باپ دونوں طرف سے آپؓ ہاشمی ہیں۔

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ شخص اللہ اور اس کے رسولﷺ سے محبت رکھتا ہوگا...... پھر جب صبح ہوئی تو لوگ حضورﷺ کے پاس گئے، سب لوگ اس بات کی امید (اور خواہش) رکھتے تھے کہ جھنڈا ان کو دیا جائے...... مگر آپﷺ نے پوچھا کہ علی ابن ابی طالبؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں آشوب کی ہوئی ہیں، آپﷺ نے فرمایا کہ ان کو بلواؤ...... وہ (حضرت علیؓ) لائے گئے، حضورﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ اچھے ہوگئے گویا کہ ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں، پھر آپﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت زر بن جیشؓ سے روایت ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا کہ نبی امیﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن ہوگا اور مجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا (صحیح مسلم) خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے تین ماہ کم پانچ سال تک تختِ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد عبد الرحمٰن بن مُلجم خارجی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد 21 رمضان المبارک کو ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما کر شہادت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوگئے اور 22 لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطے پر نظامِ خلافت کو جاری کرنے کے بعد کوفہ کے نزدیک مقام نجف میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ......

☆☆☆☆

CS CamScanner

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

تحریر: چوھدری امتیاز شکر گڑھ

آپ کا نام عائشہ، کنیت ام عبداللہ، لقب صدیقہ ہے، والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جبکہ والدہ کا نام ام رومان ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والد کی طرف سے قریشیہ ہیں۔ نسب چھ واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جاملتا ہے اور ماں کی طرف سے کنانیہ ہیں۔

والد محترم کی طرف سے نسب نامہ

عائشہ بنت عبداللہ المعروف ابو بکر بن عثمان المعروف ابو قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب

والدہ محترم کی طرف سے نسب نامہ

والدہ ام رومان، عامر بن عویمر بن عبد شمس بن اذینہ بن سبیع بن دھمان بن الحارث بن غنم بن کنانہ کی بیٹی تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی ذہانت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ذہانت کے اعتبار سے بھی اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ ایک مرتبہ آپؓ گڑیا گڑیا کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہ پہنچ گئے۔ گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پر بھی لگے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ! یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ آپؐ اس بے ساختہ پن پر مسکرا دیے۔ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

حضرت عائشہؓ کا لباس

زہد و قناعت کی وجہ سے صرف ایک جوڑا پاس رکھتی تھیں۔ اسی کو دھو دھو کر پہنتی تھیں۔ ایک کرتا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ یہ اس زمانہ کے لحاظ سے اس قدر بیش قیمت تھا کہ تقریبوں میں دلہن کے لیے عاریتاً مانگا جاتا تھا۔ کبھی کبھی زعفران رنگ کر کپڑے پہنتی تھیں۔ گاہے گاہے زیور بھی پہن لیتی تھیں۔ گلے میں یمن کا بنا ہوا خاص قسم کے سیاہ و سپید مہروں کا ہار تھا۔ انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

آپ کا اخلاق

آپؓ کا اخلاق نہایت بلند تھا۔ آپؓ نہایت سنجیدہ مزاج، فیاض، عبادت گزار اور رحم دل تھیں۔ پھر آپؓ میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہوتیں۔ ایک طرف آپ کی پرورش صدیق اکبرؓ کے گھر ہوئی جو اسلام سے پہلے ہی صدیق کے نام سے جانا جاتا تھا۔ جس کو اسلام سے پہلے بھی مکۃ المکرمہ میں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا اور ان کی کہی ہوئی بات کو من و عن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس عظیم ہستی کی زوجہ محترمہ ہیں جو تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

قناعت پسندی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے گھر والے کئی کئی راتیں خالی پیٹ سو جایا کرتے تھے کیوں کہ رات کو کچھ کھانے کے لیے نہیں ہوتا تھا پھر ان حضرات کی اکثر خوراک جو کی روٹی ہوا کرتی تھی۔

دنیا و آخرت میں زوجہ

ایک روایت میں آیا کہ جبرئیل امین علیہ السلام ان کی تصویر سبز ریشمی کپڑے پر لگا کر لائے اور آپؐ سے کہا کہ یہ خاتون اس دنیا میں اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (اسد الغابہ)

ماں کا خطاب

اللہ رب العزت کی طرف سے پیغمبر کی بیویوں کو ام المومنین کے خطاب سے نوازا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

اور پیغمبر کی بیویاں ان سب کی مائیں ہیں۔

ایمان کی ضروری شرط

اللہ رب العزت فرماتا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حرمت اور احترام میں عزت اور اکرام میں بزرگی اور عظام میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں جیسی خود کی اپنی مائیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

سب سے زیادہ پسند

عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سب سے زیادہ کسے پسند کرتے ہیں؟ فرمایا عائشہ کو۔ میں نے پھر عرض کیا مردوں میں آپ کس کو سب سے زیادہ اچھا جانتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ کے والد کو۔ (اسد الغابہ)

جبرائیل امین کا حضرت عائشہؓ کو سلام

حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے کہ میں حضور اکرمؐ کے پاس تھی۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہؓ! جبرائیل میرے پاس بیٹھے ہیں اور تمہیں سلام کہ رہے ہیں۔ میں نے جواب میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جن کو آپ دیکھ رہے ہیں میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ (اسد الغابہ)

فقہ، طب اور شعر میں سب سے افضل

عروہ لکھتے ہیں کہ میں نے فقہ، طب اور شعر میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ (اسد الغابہ)

غزوۂ مصطلق کا واقعہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کو ساتھ لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا تب بھی رسول اکرمؐ نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہؓ کا قرعہ نکلا۔ آپؐ مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ آپ فرماتی ہیں کہ دوسری عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج (اونٹ پر بیٹھنے کے لیے جگہ) میں بیٹھ جاتی تھی اور

لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ جب رسول اکرمؐ مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل میں رسول اللہؐ نے قیام فرمایا اور رات کا کچھ حصہ وہیں گزارا پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے۔ میں رفع ضرورت کے لیے گئی ہوئی تھی وہاں میری گردن سے ایک ہار کھل پڑا۔ میں اس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھ کو نہ ملا پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا پھر جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔

پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے پھر صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گزرے اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ (صفوانؓ کے ذمہ یہ کام ہوتا تھا کہ جب پورا لشکر چلا جاتا تو صفوانؓ اس کے بعد جاتے تاکہ کسی کی اگر کوئی چیز رہ گئی ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ صفوانؓ نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوانؓ نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا اب جو انہوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے؟ خدا آپ پر رحم کرے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل پکڑ کر آگے ہو لئے اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی اور لشکر ٹھہرا تو صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

تہمت کے اثرات

جب ہم مدینہ پہنچے تو میں بیمار ہوگئی اور تہمت کی خبر رسول اللہؐ کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب میں بیمار ہوتی تھی تو آنحضرت میری دلجوئی از حد فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے آپ کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی جب رسول اللہ گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہؓ کو اصل واقعہ کا علم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی خبر نہ تھی۔ ایک دن تقریباً بیس دنوں کے بعد میں قضاء حاجت کے لیے ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیقؓ کی خالہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ام مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے۔ (مسطح کا نام عوف تھا) عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے۔ ام مسطح نے کہا کہ اے ابوبکرؓ کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں۔ ام مسطح نے تہمت کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں گھر واپس آئی تو اس قدر روئی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات بھی نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا کہ اے بیٹی! تم کچھ رنج نہ کرو۔ خدا کی قسم جس شخص کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر ضرور تہمت لگاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہؐ میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت میرے پاس بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی۔ آنحضرتؐ آکر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: اے عائشہ! جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے۔ اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہؐ کے اس ارشاد سے میری آنکھوں میں آنسو امڈ پڑے اور میں نے انتظار کیا کہ میرے ماں باپ آپ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے آپ کو اس مرتبہ کا سمجھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں اور نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی خواب رسول اللہؐ کو اس طرح کا دکھا دے جس میں میری بریت آپ کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دے دے۔

میں نے اپنے والدین کو کہا کہ آپ نبی کریمؐ کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

صبر جمیل

میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی جو ان دنوں میں ابوبکرؓ کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب نہ دیا تو میں زیادہ رونے لگی اور میں نے کہا کہ میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو کسی کو یقین نہ آئے گا اور اگر اقرار کرتی ہوں تو خواہ مخواہ کی برائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمہ لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا کہ یوسف کے باپ کی طرح میں کہتی ہوں۔

"فصبر جمیل ط واللہ المستعان علی ما تصفون۔ ط

"پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات

کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو۔

تہمت لگانے والے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش (حضرت زینبؓ رسول اللہ کی زوجہ کی بہن) بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے۔ جب نبی محترم نے صحابہ میں یہ تقریر کی تو اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں ان کو سزا دہی کے لیے کافی ہوں اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں تو آپؐ مجھ کو حکم فرمائیں۔ واللہ وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

رسول اللہ کا رنج و ملال

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ خطبہ دینے جب کھڑے ہوئے تو آپؐ نے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کے بارے میں مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ واللہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں۔

ابوایوبؓ اور ان کی اہلیہ

حضرت ابوایوبؓ خالد بن زید انصاری کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا کہ ابوایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہؓ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابوایوبؓ نے کہا کہ ہاں میں سنتا ہوں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ ام ایوب نے کہا کہ خدا کی قسم میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہوسکتی جس کی تہمت لوگ عائشہؓ پر لگا رہے ہیں۔ ابوایوب نے کہا کہ پھر عائشہؓ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہوسکتی ہیں۔

نزول وحی اور برأت کی خوشخبری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی محترم حضرت محمدؐ ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھا دی گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیوں کہ میں جانتی تھی کہ میں پاک وصاف ہوں۔ خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا ان کی روح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے مطابق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہوچکی تو حضورؐ بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہؓ خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا کہ الحمدللہ! پھر رسول اللہؐ باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں۔ ان کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا کیوں کہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کا باعث تھے پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ: بے شک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا۔ (ضیاء القرآن)

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث، بد باطن، اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اسے ایک بات ہاتھ لگ گئی اور بدبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا۔ اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی) مثلاً مردوں میں سے حضرت حسان، حضرت مسطح، اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحش (منافقین کے مغویان پراپیگنڈا سے متاثر ہوکر اس قسم کے افسوس ناک تذکرے کرنے لگے۔ عموماً مسلمانوں کو اور خود جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے واہیات تذکروں اور شہرتوں سے سخت صدمہ تھا۔ ایک مہینہ تک یہ ہی چرچا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے، مگر دل میں خفا رہتے۔ ایک ماہ بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس شہرت کی اطلاع ہوئی شدت غم سے بیتاب ہوگئیں اور بیمار پڑگئیں۔ شب و روز روتی تھیں۔ ایک منٹ کے لیے آنسو نہ تھمتے تھے۔ آخر حضرت صدیقہ کی برأت میں خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۂ نور میں ارشاد فرمایا جس پر عائشہ صدیقہ فخر کیا کرتی تھیں اور بلاشبہ جتنا فخر کریں تھوڑا تھا۔

چند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ نادانستہ ان کی عیارانہ سازش کا شکار ہوگئے۔ تاہم خدا کا احسان ہے کہ مسلمان ان کے جال میں نہیں پھنسے۔ ان مسلمانوں کی تسلی کے لیے ہے جنہیں اس واقعہ سے صدمہ پہنچا تھا بالخصوص عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے گھرانا کہ ظاہر ہے وہ سخت غمزدہ اور پریشان تھے۔ یعنی گو بظاہر یہ چرچا بہت مکروہ، رنجیدہ اور ناخوشگوار تھا۔ لیکن فی الحقیقت تمہارے لیے اس کی تہ میں بڑی بہتری چھپی ہوئی تھی۔ آخراتنی مدت تک ایسے جگر خراش حملوں اور ایذاؤں پر صبر کرنا کیا خالی جاسکتا ہے۔ کیا یہ شرف تھوڑا ہے کہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تمہاری نزاہت و برأت اتاری۔ اور دشمنوں کو رسوا کیا اور قیامت تک کے لیے تمہارا ذکر خیر قرآن پڑھنے والوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ اور مسلمانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی ازواج و اہل بیت کا حق پہچاننے کے لیے ایسا سبق دیا جو کبھی فراموش نہ ہوسکے۔ جس شخص نے اس فتنہ میں جس قدر حصہ لیا اسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا۔ مثلاً بعض خوش ہوکر اور خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے۔ بعض اظہار افسوس کے طرز میں، بعض چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود چپکے سنا کرتے۔ بعض سن کر تردد میں پڑ جاتے، بہت سے خاموش رہتے اور بہت سے سن کر جھٹلا دیتے۔ اس میں بڑا بوجھ اٹھانے والا منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ یہ ہی خبیث لوگوں کو جمع کرتا اور ابھارتا اور نہایت چالاکی سے خود دامن بچا کر

CamScanner

دوسروں سے اس کی اشاعت کرایا کرتا تھا۔ اس کے لیے آخرت میں بڑا عذاب تو ہے ہی، دنیا میں بھی ملعون خوب ذلیل ورسوا ہوا اور قیامت تک اسی ذلت وخواری سے یاد کیا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی، تفسیر ابن کثیر)

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ

ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔

اخلاق و آداب کی تعلیم

ان آیتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کو ادب سکھاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں جو کلمات منہ سے نکالے وہ ان کی شایان شان نہ تھے بلکہ انہیں چاہئے تھا کہ یہ کلام سنتے ہی اپنی شرعی ماں کے ساتھ کم از کم وہ خیال کرتے جو اپنے نفسوں کے ساتھ کرتے، جب کہ وہ اپنے آپ کو بھی ایسے کام کے لائق نہ پاتے تو شان ام المومنین کو اس سے بہت اعلیٰ اور بالا جانتے۔ ایک واقعہ بھی بالکل اسی طرح کا ہوا تھا۔ حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی بیوی صاحبہ ام ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ کیا آپ نے وہ بھی سنا جو حضرت عائشہ کی نسبت کہا جا رہا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور یہ یقیناً جھوٹ ہے۔ ام ایوب تم ہی بتاؤ کیا تم کبھی ایسا کرسکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ نعوذ باللہ ناممکن۔ آپ نے فرمایا پس حضرت عائشہ تو تم سے کہیں افضل اور بہتر ہیں۔ پس جب آیتیں اتریں تو پہلے تو بہتان بازوں کا ذکر ہوا۔ یعنی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا پھر ان آیتوں کا ذکر ہوا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی صاحبہ کی اس بات چیت کا جو اوپر مذکور ہوئی۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ الغرض مومنوں کو صاف باطن رہنا چاہئے اور اچھے خیال کرنے چاہئیں بلکہ زبان سے بھی ایسے واقعہ کی تردید اور تکذیب کردینی چاہئے۔ اس لئے کہ جو کچھ واقعہ گزرا اس میں شک شبہ کی گنجائش بھی نہ تھی۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھلم کھلا سواری پر سوار دن دیہاڑے بھرے لشکر میں پہنچی ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اگر اللہ نہ کرے خاکم بدہن کوئی بھی ایسی بات ہوتی تو یہ اس طرح کھلے بندوں عام مجمع میں نہ آتے بلکہ خفیہ اور پوشیدہ طور پر شامل ہوجاتے جو کسی کو کانوں کان خبر تک نہ پہنچے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بہتان بازوں کی زبان نے جو قصہ گھڑا وہ محض جھوٹ بہتان اور افترا ہے۔ جس سے انہوں نے اپنے ایمان اور اپنی عزت کو غارت کیا۔ پھر فرمایا کہ ان بہتان بازوں نے جو کچھ کہا اپنی سچائی پر چار گواہ واقعہ کے کیوں پیش نہیں کئے؟ اور جب کہ یہ گواہ پیش نہ کرسکیں تو شرعاً اللہ کے نزدیک وہ جھوٹے ہیں۔ فاسق وفاجر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(جب تم ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے۔ اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق۔ اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔

پہلے تحقیق کرو پھر بولو

پہلے تو نیک گمانی کا حکم دیا۔ یہاں دوسرا حکم دے رہا ہے کہ بھلے لوگوں کی شان میں کوئی برائی کا کلمہ بغیر ہرگز نہ نکالنا چاہئے۔ برے خیالات، گندے الزا اور شیطانی وسوسوں سے دور رہنا چاہئے۔ کبھی کلمات زبان سے نہ نکالنے چاہیں، گو دل میں ایسا وسوسہ شیطانی پیدا بھی ہو تو زبان قابو میں چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے وا وسوسوں سے درگزر فرمالیا ہے، جب تک وہ زبان نہ کہیں یا عمل میں نہ لائیں (بخاری ومسلم) تم چاہئے تھا کہ ایسے بیہودہ کلام کو سنتے ہی کہہ دیتے ک ایسی لغویات سے اپنی زبان نہیں بگاڑتے۔ ہم بے ادبی نہیں ہوسکتی کہ اللہ کے خلیل اور اس کے ر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ کی نسبت کوئی ا لغویات کہیں، اللہ کی ذات پاک ہے۔ د خبردار آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ ہو ورنہ ایما کے ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخ ایمان سے ہی کورا ہو تو وہ تو بے ادب، گستا اور بھلے لوگوں کی اہانت کرنے والا ہوتا ہی ہے احکام شرعیہ کو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان فرمارہا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی مصلحتو سے واقف ہے۔ اس کا کوئی حکم حکمت سے خال نہیں ہوتا۔

سچے پیش رو

ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیما ہوئیں اور ابن عباس ان کے پاس آئے اور کہا اے ام المومنین! حضور اکرمؐ اور ابوبکر صدیق آپ کے سچے پیش رو ہیں پھر آپ کو کس چیز کا اندیشہ ہے؟ (اسد الغابہ)

وفات

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سترہویں رمضان بروز منگل کو وفات پائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ اسی رات حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (اسد الغابہ)

☆☆☆

تحریر: مولانا عثمان حیدر

آپ کا پس منظر یہ تھا کہ سید الابرارؐ کے بعثت مقدسہ سے سالہا سال پہلے اصفہان (فارس) کے ایک نواحی قریہ ''جی'' میں آتش پرستوں کا ایک معمولی خاندان ''آب الملک'' آباد تھا۔ اس گاؤں کا سردار ''بوذ حشان بن مورسلان آب الملکی'' دربار ایران میں بڑا اثر ورسوخ رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف ایک بڑا زمیندار تھا بلکہ ایک بڑے آتش کدے کا مہتمم بھی تھا۔ بودخشان کا ایک کم سن فرزند ''مابہ'' تھا۔ جس پر وہ جان چھڑکتا تھا۔ اس نے مابہ کی پرورش

بڑے ناز ونعمت سے کی، والدین کے لاڈ پیار اور چاؤ، چلے کے باوجود یہ بچہ بہت سعادت مند نکلا۔ اس کی طبیعت میں شوخی اور شرارت نام کو بھی نہ تھی۔ وہ ایک سادہ اور خاموش طبع لڑکا تھا۔ اپنے ہم عمر لڑکوں سے کھیلنے کی بجائے ہر وقت آتش کدہ میں آگ جلانے میں مصروف رہتا اور اس کی کوشش بھی یہی ہوتی کہ آتش کدہ وقت روشن رہے اور آگ کبھی نہ بجھنے پائے۔

ایک دن بودخشان نے مابہ سے کہا، بیٹے آج میں ایک ضروری کام کی وجہ سے اپنے کھیتوں میں نہ جاسکوں گا اس لئے کھیتوں کی دیکھ بھال تمہارے سپرد ہے۔

مابہ والد کے حکم کی تعمیل میں فوراً کھیتوں کی طرف چل پڑا، راستے میں عیسائیوں کا ایک گرجا تھا۔

اس وقت وہ عبادت میں مصروف تھے اور باآواز بلند مناجات پڑھ رہے تھے۔ مابہ ان کی آواز سن کر گرجے میں چلا گیا۔ عیسائیوں کی عبادت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور اپنے مذہب آتش پرستی سے بیزار ہوگیا۔

جب عیسائی عبادت سے فارغ ہوئے تو مابہ نے ان کے سردار سے کہا مجھے تمہارا دین بہت پسند آیا ہے۔ آج سے میں آتش پرستی ترک کرتا ہوں اور تمہارے دین میں داخل ہوتا ہوں۔ عیسائی بہت خوش ہوا اور انہوں نے اسی وقت نوخیز نوجوان کو بپتسمہ دے کر مسیحی میں داخل کرلیا۔

مابہ کے دل میں جستجوئے حق کی تڑپ تھی۔ عیسائیوں سے پوچھا دین عیسوی کا مرکز کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ملک شام میں، مابہ نے یہ بات دل میں رکھ لی اور شام تک گرجے میں رہا، جب آفتاب غروب ہونے کا وقت آیا، تو گھر لوٹا والد نے پوچھا کھیتوں کو دیکھ آئے؟

تو مابہ نے جواب دیا نہیں، راستے میں ایک گرجا تھا کچھ لوگ وہاں مصروف عبادت تھے۔ مجھے ان لوگوں کا طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں سارا دن انھی لوگوں کے پاس رہا۔ بودخشان بیٹے کی ''گمراہی'' پر سخت غضبناک ہوا اور کہا آج سے تمہیں گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے لخت جگر کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ مابہ نہایت حوصلہ سے قید تنہائی کے دن کاٹنے لگے۔ ایک دن موقع پاکر اس نے عیسائیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر شام کو جانے والا کوئی قافلہ ہو تو مجھے مطلع کرنا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں بعد شام سے کچھ لوگ بغرض تجارت وہاں آئے۔ جب وہ شام واپس جانے کے لئے تیار ہوئے تو عیسائیوں نے مابہ کو اطلاع دی مابہ نے کسی طریقے سے بیڑیوں سے نجات حاصل کی اور قافلے میں شامل ہوگیا۔ ارض شام میں پہنچ کر مابہ نے لوگوں سے وہاں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما کا پتہ دریافت کیا۔ پھر اس کی خدمت میں پہنچ کر درخواست کی کہ مجھے دین مسیحی کی تعلیم سے سرفراز فرمائیں۔ اس نے مابہ کی درخواست قبول کرلی۔ یہ اسقف ایک ریاکار شخص تھا، اس کی ظاہری زندگی نہایت زاہدانہ تھی لیکن اندرون خانہ اسے عیش وعشرت اور مال ودولت جمع کرنے کے سوا کوئی کام نہ تھا اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کر رکھے تھے۔ مابہ اس کی حرص وبدکاریوں کو دیکھ کر جی ہی جی میں کڑھتا تھا لیکن کچھ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ لوگ اسقف کو نہایت عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد اسقف کو پیغام اجل آگیا اس کی تجہیز وتکفین کے لئے لوگ جمع ہوئے تو مابہ نے اس کا کچا چٹھا کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور انہیں اس کی جمع کی ہوئی دولت کے سر پر لا کھڑا کیا۔ لوگ سخت مشتعل ہوئے اور انہوں نے اسقف کی لاش کو دار پر لٹکا کر خوب پتھر برسائے اور پھر ایک اور عابد وزاہد پادری کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ یہ شخص واقعتاً ہی نیک فطرت اور لذائذ دنیا سے متنفر تھا۔ مابہ کو اس سے بے حد عقیدت پیدا ہوگئی۔ اور وہ دل وجان سے اس کی خدمت میں مصروف رہتا۔ پادری نے بھی جہاں تک ہوسکا مابہ کو فیض پہنچانے کی کوشش کی۔ آخر اس کا پیمانہ حیات بھی لبریز ہوگیا۔ دم نزع اس نے مابہ سے کہا میرے مرنے کے بعد تم موصل میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا جو دین مسیح کا

سچا عاشق ہے۔اس کے سوا تمہیں مشکل سے ہی کوئی حق پرست ملے گا۔

ماہہ مرحوم پادری کی وصیت کے مطابق موصل پہنچا اور جس شخص کا پتہ اسے دیا گیا تھا اس کی خدمت میں پہنچ کر حصول علم میں مصروف ہو گیا۔خدا کی قدرت تھوڑے دنوں کے بعد اس نے بھی سفر آخرت کی تیاری کی، مرتے وقت اس نے ماہہ کو وصیت کی۔

اے بیٹے مجھے حوالہ خاک کر کے فلاں شخص کے پاس نصیبین چلے جانا۔میرے علم میں وہی شخص ہے جو تمہیں دین حق پر چلائے گا۔ماہہ جستجو حق میں نصیبین پہنچا۔وہاں کے پادری نے اسے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ماہہ نے ابھی تھوڑے دن ہی اس کی صحبت میں گزارے تھے کہ اجل نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

جب وہ بھی جان، جان آفرین کے سپرد کر رہا تھا تو ماہہ نے پوچھا میرے مقدس سرپرست میرے لئے کیا ارشاد ہے۔؟ پادری نے کہا بیٹے جس نور حق کے تم متلاشی ہو وہ تمہیں عموریہ میں فلاں شخص کے پاس ملے گا۔میرے مرنے کے بعد سیدھے اس کے پاس چلے جانا۔

ماہہ مرحوم پادری کے کفن دفن سے فارغ ہو کر سیدھا عموریہ پہنچا۔اور وہاں کے پادری کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔یہ ایک نہایت پاکباز و پرہیز گار شخص تھا۔ اللہ نے اسے علم بھی عطا فرمایا تھا، ماہہ نے اس کی صحبت میں خوب خوب فیض اٹھایا اور دین مسیحی کا سچا پیرو بن گیا۔

اپنے استاد کی طرح وہ بھی دن رات عبادت میں مشغول رہتا تھا، کچھ بکریاں خرید لیں ان کے دودھ سے جسمانی غذا حاصل کرتا رہا۔کچھ عرصہ کے بعد عموریہ کے پادری کو پیغام اجل آ گیا جب وہ دم توڑ رہا تھا تو ماہہ نے عرض کی۔

میں سینکڑوں میل کا پرصعوبت سفر طے کرنے کے بعد اور کئی دروازوں کی خاک چھاننے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچا تھا لیکن اب آپ بھی میرا ساتھ چھوڑ چلے ہیں۔آپ کے بعد میں کہاں جاؤں گا۔

تو اس نے نبی آخر ﷺ کی نشانی بتائی تھی۔اب ماہہ کی صحیح رہنمائی ہوئی تھی اور وہ درست رخ پر چل پڑا تھا۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سعی کو قبول فرمایا اور غلامان رسول ﷺ میں شامل ہو گیا۔سلمان اپنی منزل مقصود پر پہنچ چکے تھے۔ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا تھا، وہ جانتے تھے کہ دن رات آقا دو جہاں کی خدمت میں حاضر رہا کریں، لیکن یہودی کا طوق غلامی گردن میں ایسا پڑا تھا کہ کسی ڈھب اس سے چھٹکارہ حاصل نہ ہوتا تھا۔

بدر اور احد کے غزوات یوں ہی گزر گئے، اسی غلامی نے انہیں، ان غزوات میں شرکت سے محروم رکھا۔

حضور ﷺ کو سلمان ؓ کی مجبوری کا علم تھا۔ایک دن ان سے فرمایا سلمان تم اپنے آقا کو معاوضہ ادا کر کے اپنی گلو خلاصی کرا لو۔سلمان تو دل سے یہی چاہتے تھے۔یہودی آقا سے اپنی قیمت طے کی، اس نے چالیس اوقیہ سونا اور تین سو پودے لگانے کا مطالبہ۔حضور ﷺ نے اس مکاتب کا حال سنا تو صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ

تم لوگ سلمان ؓ کو دشمن کی غلامی سے آزاد ہونے میں مدد دو، صحابہ کرام ؓ نے بصد مسرت سلمان ؓ کی مدد کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ہر ایک نے زیادہ سے زیادہ پودے جمع کئے تا آنکہ پودے تین سو ہو گئے۔پھر سب نے مل کر گڑھے کھودے، حضور ﷺ خود تشریف لائے اور صحابہ کرام ؓ سے مل کر تمام پودے یہودی کی زمین پر لگا دیئے۔اب صرف ایک شرط ہی باقی رہ گئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اس کے پورا کرنے کی جلد ہی صورت پیدا کر دی چند دنوں کے بعد حضور ﷺ کو ایک غزوہ سے چالیس اوقیہ سونا مل گیا۔حضور ﷺ نے یہ سونا سلمان کو دے دیا۔اور فرمایا جاؤ اپنے آقا کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔سلمان دوڑے دوڑے گئے اور یہ سونا یہودی کو دے دیا۔اور اس کا طوق غلامی گردن سے اتار کر اپنے حقیقی آقا کے قدموں میں آ گرے۔اس دن کے بعد سلمان فارسی ؓ سفر و حضر، جلوت، خلوت ہر حال میں سرور کائنات کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔غزوہ احزاب کے وقت مشرکین کا ایک لشکر مدینہ پر چڑھ آیا۔حضور ﷺ نے جنگ کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا۔حضرت سلمان فارسی ؓ ایران کے جنگی طریقوں سے خوب واقف تھے۔عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ دشمن کے ٹڈی دل کے مقابلے میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے۔اس لئے کھلے میدان میں لڑنا مناسب نہ ہو گا۔بہتر یہ ہے کہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود کر شہر کو محفوظ کر دیا جائے۔حضور ﷺ نے ان کی تجویز کو بہت زیادہ پسند کیا۔اور خندق کھودنے کا حکم جاری کر دیا۔حضور ﷺ کے ہمراہ تین ہزار صحابہ کرام ؓ اس کام میں شریک ہوئے اور تقریباً 15 دن کی محنت شاقہ کے بعد پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق تیار ہو گئی۔تقسیم کار کے وقت انصار اور مہاجرین میں حضرت سلمان ؓ کے متعلق ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی انصار کہتے تھے سلمان ہمارے ساتھ ہے اور مہاجرین کہتے تھے ہمارے ساتھ ہیں۔حضور ﷺ نے اس بحث کا حال سنا تو فرمایا (سلمان میرے اہل بیت سے ہیں)

غزوہ احزاب کے بعد حضرت سلمان ہر غزوہ میں شریک رہے۔ان کا عشق رسول اور شوق جہاد دیکھ کر ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا جنت تین آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے علی ؓ، عمار ؓ اور سلمان ؓ

ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے سلمان ؓ "الخیر" کا لقب عطا فرمایا سرور کائنات کی رحلت کے بعد سلمان فارسی ؓ نے عرصہ تک مدینہ میں قیام کیا۔فاروق اعظم ؓ کے عہد خلافت میں انہوں نے عراق میں سکونت اختیار کر لی۔عراق پر لشکر کشی کے بعد وہ بھی مہاجرین اسلام میں شریک ہو گئے اور کئی معرکوں میں داد شجاعت حاصل کی۔فاروق اعظم ؓ ان کے مرتبہ شناس تھے انہوں نے سلمان ؓ کو مدائن کی گورنری پر مقرر فرمایا تقریباً چار، پانچ ہزار تنخواہ مقرر کی لیکن ان کو جو تنخواہ ملتی وہ مسکینوں میں تقسیم کر دیتے اور خود چٹائی باندھ کر روٹی کماتے۔چٹائی کی آمدنی کا ایک تہائی خیرات کر دیتے، خطبہ دیتے تو ایک معمولی لباس پہن کر، زین کے ایک معمولی گدھے پر سوار ہو کر کہیں جاتے تو بعض لوگ انہیں دیکھ کر ہنستے تو وہ ان کو صاف کہہ دیتے۔خیر و شر کا اندازہ تو اس زندگی کے بعد ہو گا آج جتنا جی چاہے ہنس لو

ان کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک بوسیدہ کمبل تھا۔ دن کے وقت اس کو اپنے بدن پر ڈال لیتے اور رات کو سوتے وقت اوڑھ لیتے۔ جب وہ اپنے درویشانہ لباس میں ملبوس باہر نکلتے تو لوگ کہتے گرگ آمد گرگ آمد۔

ایک دفعہ مدائن کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے ان کو مزدور سمجھ کر ان کو اپنا سامان اٹھانے کے لئے کہا تو حضرت سلمانؓ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چل پڑے۔ راستے میں لوگوں نے دیکھا تو کہا "اے صاحب رسول ﷺ امیر۔ آپ یہ بوجھ کیوں اٹھا رہے ہیں لائیں یہ بوجھ ہم اٹھا لیتے ہیں اور اس کو پہنچا دیتے ہیں سامان کا مالک ہکا بکا رہ گیا، نہایت شرمندہ ہوا حضرت سلمانؓ سے معافی مانگی اور ان کے سر سے سامان اتروانا چاہا، حضرت سلمانؓ نے فرمایا، بھائی تو نے یہ سامان اٹھا کر اپنے مکان تک جانے کا ارادہ کیا تھا۔ اب میں اسے منزل مقصود تک پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کے گھر گیا۔ دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا کہ خادم کہاں ہے۔؟ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کسی کام سے بھیجا ہے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ دو کاموں کا بوجھ اس پر ڈالوں۔ ایک دن کسی شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کو گالیاں دیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ بھائی اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہو گا تو جو کچھ تو نے کیا ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں اور اگر میرے گناہوں کا پلہ ہلکا ہوا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ آپ بے گھر اور بے در ہیں میں آپ کے لئے ایک مکان بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے انکار کر دیا لیکن وہ شخص پیہم اصرار کرتا رہا۔ آخر حضرت سلمانؓ نے فرمایا اگر تمہیں میرے لئے مکان ضروری بنانا ہے تو اس طرح بناؤ کہ اگر لیٹوں تو پیر دیوار سے لگیں اگر کھڑا ہوں تو سر چھت سے مل جائے۔ اس شخص نے ان کی خواہش کے مطابق مختصری جھونپڑی بنادی۔ حضرت سلمان فارسی نے 35ھ میں بعہد خلافت امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ وفات پائی۔

غزوہ احزاب کے بعد حضرت سلمان ہر غزوہ میں شریک رہے۔ ان کا عشق رسول اور شوق جہاد دیکھ کر ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا جنت تین آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ

مرض وفات میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ تو حضرت سلمان فارسیؓ زارو قطار رونے لگے۔ حضرت سعدؓ نے وجہ پوچھی ابوعبد اللہ (سلمان فارسیؓ کی کنیت) رونے کا کون سا محل ہے رسول ﷺ تم سے راضی رخصت ہوئے اب تو خلد بریں میں اپنے آقا ﷺ سے ملاقات ہو گی حضرت سلمانؓ نے جواب دیا خدا کی قسم میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ مجھے دنیا کی خواہش ہے بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ سرور کائنات ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا جمع نہ کرنا اور دنیا سے اس طرح جانا جس طرح میں جاتا ہوں اب میرے پاس اسباب جمع ہو گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اپنے آقا کے جمال سے محروم نہ ہو جاؤں یہ اسباب جس کی وجہ سے حضرت سلمان گریہ زاری کر رہے تھے محض ایک بڑے پیالے، لوٹے، اور ایک بوسیدہ کمبل اور ایک تسبیح پر مشتمل تھا تکیے کی جگہ سر کے نیچے دو اینٹیں رکھیں ہوئیں تھیں۔ آپؓ نے حضرت سعد اور دوسرے، لوگوں کو نصیحت کی کہ ہر حال میں خدا کو یاد رکھو اور کوشش کرو کہ حج یا جہاد کرتے ہو یا قرآن پڑھتے ہو جان کو جان آفریں کے سپرد کرو اور خیانت کی حالت میں نہ مرو۔

حضرت سلمانؓ کو سرور کونین سے بے پناہ محبت تھی وہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ حضور ﷺ کی خدمت میں گزارتے تھے وہ مقدور بھر فیضان نبی ﷺ سے بہر یاب ہوتے مستدرک حاکم نے خود حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ نے اس کو میرے سامنے ڈال دیا اور فرمایا اے سلمانؓ اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملنے جائے اور وہ حضرات از راہ تعظیم اس کے لئے اپنا تکیہ پیش کر دے تو خدا اس کی مغفرت فرما دے گا۔

حضرت سلمان ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کے پاس گئے تو انہوں نے بھی از اراہ تعظیم اپنی پشت کا تکیہ حضرت سلمان کو پیش کر دیا حضرت سلمان نے حضرت عمرؓ کو دعا دی اور واقعہ بیان کیا۔ جس میں حضور نے انہیں اپنا تکیہ مرحمت فرمایا حضرت سلمان کی شادی قبیلہ کندہ میں ہوئی نکاح کے بعد بیوی کے ہاں گئے تو دیکھا کہ دیواروں پر جگہ جگہ پردہ آویزاں ہے۔ فرمایا کیا اس گھر کو بخار ہے کہ اس کو ہوا سے بچنے کے لئے کپڑے اوڑھائے گئے ہیں یا بیت اللہ شریف مکہ معظمہ سے قبیلہ کندہ میں آ گیا ہے۔۔؟ جہاں اس پر غلاف چڑھایا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے دروازے کے پردے کے سوا تمام پردے دیواروں سے الگ کرا دیئے یہاں تک کہ دیواریں صاف نظر آنے لگیں۔ حضرت سلمان سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں ان میں سے تین حدیثیں متفق ہیں ان کے علاوہ تین میں امام بخاریؒ اور ایک میں امام مسلمؒ منفرد ہے حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور اوس بن مالکؓ ان کے تلامذہ میں سے ہیں روایت حدیث میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے اور دوسروں سے بھی ایسی ہی توقع کرتے تھے۔

☆☆☆

رمضان ایک عظیم مہمان

تحریر: مفتی احسن عالم چیچہ وطنی

رحمتوں' برکتوں' سعادتوں اور روحانی مسرتوں کے موسم ماہ مبارک یعنی رمضان شریف کی آمد آمد ہے۔

رمضان المبارک کیا ہے؟ انسانیت کے لئے خالق انسانیت کی طرف سے عظیم الشان تحفہ اور بہت بڑا انعام ہے جو گناہوں کی معافی' رب کی رضا مندی' جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات کا پیغام لاتا ہے' رحمت کی گھٹائیں اٹھتی ہیں اور کرم کی ہوائیں چار سو چل رہی ہوتی ہیں' مغفرت کی برسات چھم چھم برستی ہے۔

سبحان اللہ! جسمانی پیاس میں روحانی سیرابی اور جسم کی بھوک میں روح کو غذا کی فراہمی یہ قدرت والے رب کے کرشمے نہیں تو اور کیا ہیں جیسے کسی نے حرم کعبہ میں ملتزم شریف کو دیکھ کر کہا تھا۔

حرم کی مقدس فضاؤں میں گم ہوں
میں جنت کی ٹھنڈی ہواؤں میں گم ہوں
مقفل ہیں در' لٹ رہے ہیں خزانے
عطاء کی ان نرالی اداؤں میں گم ہوں

عطاء کی یہ نرالی ادائیں رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی اپنے پورے جوبن پہ ہوتی ہیں اللہ والے جھولیاں بھرنے میں لگ جاتے ہیں اور ایک ایک لمحہ نیکی مغفرت عطاء و رضا سمیٹنے میں مشغول رہتے ہیں' پیاس میں سیرابی اور بھوک میں سیری عطاء کی یہ نرالی ادا محبوب حقیقی کے عشاق کو دیوانہ بنا دیتی ہے' اسی لئے تو جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی پسند اور دل کی چاہت کیا ہے؟

فرمایا: شدید گرمی کا زمانہ ہو' لمبے لمبے دن ہوں' شدت کی بھوک ہو' غضب کی پیاس ہو اور میں اللہ کے لئے روزے کی حالت میں ہوں' کیوں؟ اس لئے کہ اس حالت میں وہ کچھ نصیب ہوتا ہے جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زبان حقیقت ترجمان سے فرمایا: اگر انسانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت یہ تمنا کرے کہ کاش! سارا سال رمضان ہی ہو جائے' لیکن افسوس کہ دین اور آخرت کے بارے میں ہماری لاعلمی نے ہمیں کس قدر غافل کر دیا۔

ذرا سا غور و فکر کیا جائے تو یہ بھی بالکل کھلم کھلا محسوس ہوتا ہے کہ جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان ہے چاند نظر آتے ہی اس کے جی میں آتا ہے "میں بھی کچھ نیکی کر لوں" مجھے بھی کچھ نہ کچھ اچھا کام کر لینا چاہیے" اندر کی یہ آواز اور ماہ مبارک کا چاند ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ محسن انسانیت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عالم غیب سے اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ "اے خیر اور نیکی کے طالب! اقدام بڑھا' آگے آ' اور اے برائی و بدکرداری کے شوقین! رک جا' بس کر' غیب سے آنے والی فرشتے کی اس صدا کو اگرچہ ہم اپنی بداعمالیوں کے سبب کانوں سے سن تو نہیں سکتے مگر اس کے اثرات کھلی آنکھوں دیکھتے ضرور ہیں کہ گناہ گار سے گناہ گار بھی اپنی روش میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور لاتا ہے اور یہ اسی نداء اور پکار کا ہی اثر ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ بات کہ یہ انعامات یہ احسانات سارا دن اور ساری رات چوبیس گھنٹے ایک لمحہ بھی ایسا نہیں کہ رحمتوں کی بارش میں وقفہ ہو جائے دن کو روزے کے بہانے بخششیں' رات کو تراویح کے بہانے مغفرتیں' دن میں رمضان شریف کی بھوک پیاس کی وجہ جود و سخا اور رات میں قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کی وجہ سے عطاء ہی عطاء' گویا پورا مہینہ ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر کا مکمل نمونہ ہوتا ہے۔ رمضان کے دن کا ایک روزہ اگر سال بھر کے روزوں پر بھاری ہے تو ہر رات بھی لیلۃ القدر کی بہن کہلانے کی مستحق ضرور ہے۔

ان سب باتوں کے پیش نظر یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ رمضان گیا آ رہا ہے اللہ تعالیٰ کا بابرکت مہمان آ رہا ہے ہم سے کچھ لینے کے لئے نہیں بلکہ ہمیں بہت کچھ دینے کے لئے اور خالی جھولیاں بھرنے کے لئے۔

آیئے! اس مہمان کی مہمان نوازی کے لئے پوری طرح تیار ہو جائیں اور کوشش کریں کہ صرف نماز باجماعت ادا نہ کی جائے بلکہ اس بات کا اہتمام کریں کہ اذان کے وقت ہی مسجد میں حاضر ہوں' صرف تراویح کی بیس رکعت پر اکتفا نہ کریں' بلکہ تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین کی کوئی رکعت چھوٹنے نہ پائے' صرف روزانہ کی پنج وقتہ نماز ہی نہیں بلکہ صلوٰۃ التسبیح بھی ضرور پڑھی جائے' صرف روزے کی حالت میں کھانے پینے سے ہی نہیں بچنا بلکہ چوبیس گھنٹے اپنے آپ کو ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے بچانے کی پوری کوشش کرنی ہے' صرف زکوٰۃ کی ادائیگی کو کافی نہ سمجھا جائے' بلکہ اللہ کے دیئے ہوئے باقی مال کو بھی اللہ کے راستے میں اور ہر خیر کے کام میں دل کھول کر خرچ کیا جائے' صرف برے کاموں سے ہی نہیں بلکہ برے خیالات سے بچنے کی بھی حتی المقدور سعی کی جائے صرف زبان سے توبہ استغفار کا ہی اہتمام نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسے عملی جامہ پہنانے کی بھی کوشش ہو' صرف دوران نماز ہی قرآن پاک کی سورتوں کی تلاوت پر اکتفاء نہیں کرنا بلکہ نماز کے علاوہ بھی زیادہ سے زیادہ وقت تلاوت کلام پاک میں گزارا جائے۔

الغرض پوری تندہی اور ہمت سے کام لے کر یہ طے کر لیا جائے کہ لٹائی جانے والی رحمتوں سے جھولیاں بھرنی ہیں اور یہ کام بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ناممکن ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں...... یا اللہ! اس ماہ مبارک کو جیسے تیرے مقبول و محبوب بندے گزارتے ہیں' ہمیں بھی ویسے گزارنے کی توفیق عطا فرما (آمین) اور جو تو اپنے مخلص اور مقرب بندوں کو اس مہینے میں عطا فرماتا ہے ہم گناہ گاروں کو بھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔

قاری عیسیٰ شہیدؒ واقعات، حقائق اور پس منظر

سید غلام رسول شاہ بخاری

سال 1989 میں راقم الحروف جمعیت طلباء اسلام کے ضلعی ذمہ داری کی حیثیت سے کام کرتا تھا اور اُن دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ شبان ختم نبوت کی سرگرمیاں بھی عروج پر تھیں کہ بہاولنگر شہر میں حافظ عیسیٰ شاکر اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ انجمن سپاہ صحابہؓ کا کام

کر رہے تھے ہر دو حضرات نے مختلف احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری کیا ہوا تھا اس سلسلہ میں یہ دو رکنی وفد بہاولنگر کی معروف دینی درسگاہ جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر کے مہتمم مولانا جلیل احمد اخون صاحب کے پاس اس خواہش کے ساتھ گئے کہ انجمن سپاہ صحابہؓ اہل حق کی ایک مذہبی جماعت ہے لہذا آپ سرپرستی فرمائیں۔ جس پر حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب نے اُن ہر دو حضرات سے کہا کہ میری ہمدردیاں، دعائیں اور سرپرستی آپکے ساتھ ہے اور آپ اس تحریکی کام کو آگے بڑھانے کے لیے غلام رسول شاہ (راقم) سے رابطہ کریں۔ کیونکہ وہ جمعیت طلباء اسلام کے لیے کام کرتے ہیں اور نوجوانوں کی ایک بھاری کھیپ ان کے ساتھ ہے۔ چنانچہ ہردو حضرات راقم کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور حافظ صاحب نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کروایا اور یوں دعوتی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا اور بات کچھ لمبی ہو رہی تھی تو راقم نے کہا آپ نے بار بار مولانا حق نواز جھنگویؒ کا نام لیا ہے اور اگر یہ جماعت انہی کی ہے تو میں آپ کے ساتھ ہوں اور پھر اس کے بعد ہر دو حضرات انتہائی خوشی کے ساتھ روانہ ہوئے اور یوں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا اور جاری رہا اور اُس وقت جمعیت طلباء اسلام کے دفتر (واقع نادر شاہ بازار) میں حافظ عیسیٰ شاکر کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ دفتر کے نظام کو دیکھ کر حافظ عیسیٰ شاکر نے سپاہ صحابہؓ کے دفتر کے قیام کی خواہش ظاہر کی۔ مسلسل دو، تین دن کی تلاش کے بعد مناسب جگہ نہ ملی تو راقم نے یہ تجویز دی کہ جب تک دفتر کے لیے مناسب جگہ کا انتظام نہیں ہو جاتا تب تک کے لیے جمعیت کے دفتر پر ہی جمعیت کے پرچم کے ساتھ سپاہ صحابہؓ کا پرچم لگا دیتے ہیں۔ تو اس طرح جمعیت طلباء اسلام کے دفتر پر ہی سپاہ صحابہؓ کا جھنڈا راقم نے لگا دیا۔ جس کے بعد شہر کے لوگوں نے یہ سوال کرنا شروع کر دیے کہ کیا آپ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے کہ پیپلز پارٹی کا جھنڈا لگایا ہوا ہے تو راقم انہیں وضاحت کرتا اور ساتھ ساتھ سپاہ صحابہؓ کا بھرپور تعارف کرواتا۔

انہی دنوں مولانا سمیع الحق صاحب نے ضلع بہاولنگر کا دورہ کرنا تھا تو جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کے ساتھ ساتھ شہر کے علمائے کرام اور مدارس کے طلباء نے بھرپور استقبال کا پروگرام بنایا۔ اور سینکڑوں گاڑیوں نے مولانا سمیع الحق صاحب کا استقبال کیا لیکن سینکڑوں گاڑیوں کے جم غفیر میں ایک ڈالا منفرد حیثیت سے نظر آ رہا تھا کہ جس پر بڑے بڑے سپاہ صحابہؓ کے پرچم لہرا رہے تھے اور اسپیکر پر طاہر جھنگوی کا ترانہ

صحابہؓ کا پرچم اٹھائے چلا چل
قدم آگے آگے بڑھائے چلا چل

اِک سماں پیدا کر رہا تھا۔

بہرحال وہ دن بہاولنگر میں سپاہ صحابہؓ بہاولنگر کی شروعات کے دن تھے اور اگست 1989 میں امیر عزیمتؒ بہاولنگر کے نواح میں تشریف لائے اس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے مولانا کی آمد اور بیان پر پابندی کے احکامات جاری کر دیئے۔ جب کہ مولانا تشریف لائے اور اُن کو ہم نے جس انداز میں ٹھہرایا اور بیان کے بعد جس انداز میں مولانا کو باحفاظت واپس لے گئے یہ ایک الگ داستان ہے۔

اور یہی وہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی تقریر تھی جس کو میں نے آمنے سامنے بیٹھ کر سُنا اور نظریاتی نعرہ لگا کر امیر عزیمتؒ سے یہ عہد و پیماں کیا کہ "جھنگوی صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں " اور اس کے بعد سپاہ صحابہؓ بہاولنگر کا پہلا اجلاس جامع مسجد سلطان شہیدؒ (سٹی ہائی سکول) بہاولنگر میں ہوا جس میں حافظ عیسیٰ شہیدؒ سمیت سات افراد نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت قاری سلطان شہیدؒ نے حاصل کی جو کہ 26 اگست 1994 کو دشمنان اصحابؓ رسول ﷺ کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔ بہرحال قاری عیسیٰ شہیدؒ پہلے سیکرٹری اطلاعات

ونشریات منتخب ہوئے۔ جبکہ درحقیقت ہم 3/4 لوگ ہی جملہ تنظیمی معاملات کو سنبھالتے تھے۔

وقت گزرتا گیا یونٹ سازی، کنونشنز، تاریخ ساز کانفرنسز کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا حافظ عیسیٰ شہیدؒ جلد سازی کا کام کرتے تھے مگر ساتھ ساتھ وہ تنظیمی کاموں میں انتہائی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے تھے۔ وقت گزرتا گیا اور سال 1994 میں راقم کو روپوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا اور سال 1997 میں راقم کی گرفتاری ہوئی پھر سال 2010 میں راقم کی رہائی ہوئی اور عرصہ اسیری کے دوران قاری عیسیٰ شہیدؒ بھی تین مقدمات میں راقم کے مقدمہ دار تھے اور ہم سب ساتھی اُن مقدمات میں باعزت بری ہوئے اور یُوں رہائی کے بعد حسب سابق تعلقات کے ساتھ بہترین سفر کا آغاز ہوا۔ رہائی کے چند دنوں بعد ہی ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں بہاولنگر میں رہائی کی مبارکباد دینے کے لیے آئے اُس وقت راقم کے پاس بھاری تعداد میں ساتھی آئے ہوئے تھے اور یوں مبارکبادوں اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اسی دوران ذمہ داران کی ایک نشست کا اہتمام کیا گیا اور اسی نشست کے دوران ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے ذمہ داران سے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ یہاں جماعت کا کوئی مرکز، مسجد یا مدرسہ نہیں ہے۔؟ تو ذمہ داران نے بتایا کہ جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ جو کہ خالصتاً جماعت کی مسجد ہے جب کہ راقم اس سے قبل مسجد عائشہ صدیقہ سے لاعلم تھا کیونکہ وہ راقم کی اسیری کے دوران تعمیر ہوئی تھی۔ تو ڈاکٹر صاحب نے راقم کی طرف پُرزور انداز میں متوجہ ہو کر کہا کہ شاہ صاحب آپ گھر والوں کو کس جرم کی سزا دے رہے ہیں پہلے اسیری کے دوران اہلخانہ نے صعوبتوں میں مبتلا زندگی گزاری ہے اور اب گھر والوں پر بوجھ کیوں بنتے ہو۔ لہذا مسجد عائشہؓ میں ہی بیٹھا کرو اور وہاں پر ساتھیوں اور مہمانوں کے لیے طعام و قیام کا انتظام جماعتی طور پر ہوگا اور یوں ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں جماعتی اختلاف بھی زیر بحث آئے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب کی واپسی کے بعد آنے والے جمعہ پر راقم کو ڈاکٹر صاحب نے فون پر کہا کہ آپ نے جمعہ جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ میں پڑھنا ہے اور مسجد کو ہی مرکز بنانا ہے نیز کہا کہ شاہ صاحب! جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ سے ملحقہ سیکرٹریٹ پر مولانا معاویہ اعظم نے ناجائز طور پر قبضہ کیا ہوا اور چنیوٹ میں حافظ ابوبکر (جو بعد میں شیعہ دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہو گئے) کے پاس بھی جماعت کی جگہ ہے وہ بھی ہم نے واپس لینی ہے راقم کی رہائی کے بعد ڈاکٹر صاحب نے راقم کو جماعتی احباب کے خلاف بدمعاش کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن الحمدللہ راقم نے کسی ایسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے سے گریز کیا۔ راقم نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد عائشہ صدیقہؓ پہنچا تو قاری عیسیٰ شہیدؒ نے ناگواری کا اظہار کیا اور آئندہ جمعہ کے لیے مسجد عائشہ صدیقہؓ میں نہ آنے کا پیغام دیا جب راقم نے ڈاکٹر صاحب کو صورت حال بتائی تو انہوں نے ڈٹ جانے کا حکم دیا اور آئندہ جمعہ بہر صورت مسجد عائشہ صدیقہؓ میں ادا کرنے کا حکم دیا نیز کہا کہ میں پنجاب بھر کے کارکنوں کو بہاولنگر پہنچنے کی کال دونگا۔ اور اگلے جمعہ ضلع بھر کے علاوہ پاکپتن، عارفوالہ، بوریوالہ اور قرب وجوار سے کارکن ڈاکٹر صاحب کی ہدایت پر بہاولنگر پہنچے۔ راقم جب کارکنوں کے ہمراہ مسجد عائشہ صدیقہؓ پہنچا تو وہاں پر موجود پولیس اہلکاروں نے ہمیں مسجد عائشہ صدیقہؓ داخل ہونے سے روک دیا۔ اور نماز جمعہ ادا نہ کرنے دی۔ راقم کی یقین دہانی پر پولیس نے ہمیں نماز جمعہ کے بعد مسجد عائشہ صدیقہؓ میں جانے کی اجازت دی اور میں نے وہاں پر اپنے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میں مسجد میں قبضہ کرنے کے لیے آیا ہوں میں نہ تو مولوی ہوں نہ ہی خطیب ہوں میں تو ڈاکٹر صاحب کے حکم پر یہاں آیا ہوں اور اسی دوران ہی ملک محمد اسحاق صاحب کا پیغام بھی موصول ہوا کہ آپ مسجد عائشہ کی طرف نہ جائیں لیکن میں نے ان کے پیغام کو یہ سمجھ کر نظرانداز کر دیا کہ میں ڈاکٹر صاحب سے مسلسل رابطے میں ہوں اور انہی کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں۔ بہرحال جمعہ کا دن گزر گیا اور دو تین دن کے بعد حافظ عیسیٰ شہیدؒ ایک پرانے جماعت ساتھی کے ساتھ تشریف لائے اور حافظ محمد احمد صاحب کی موجودگی میں کہا کہ شاہ صاحب ڈاکٹر آپکی مقبولیت سے خائف ہے اور آپ کو اس طرح کے تنازعات میں الجھانا چاہتا ہے آپ اس کی سازشوں اور چالبازیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ شاہ صاحب! مسجد کل بھی آپ کی تھی اور آج بھی آپ کی ہے۔ آپ ڈاکٹر کی باتوں پر عمل نہ کریں یہ آپ کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن میرا ایک ہی جواب تھا کہ میں جماعت ونظم میں رہ کر جماعتی فیصلے کا پابند ہوں اور میں وہی کروں گا جو ڈاکٹر صاحب کہیں گے۔ قاری عیسیٰ شہیدؒ نے اُنکی حقیقت بتاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر خادم پورا پنجاب بھی اکٹھا کر لے تو پھر بھی اُس کا باپ بھی مجھ سے مسجد نہیں لے سکتا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ شہر میں مسجد عائشہ کے بارے میں مختلف قسم کی چہ مگوئیاں شروع ہو چکی تھیں اور چند دنوں بعد ہی راقم کو ایک مقدمہ میں ملوث کر کے دوبارہ جیل بھیج دیا گیا۔ راقم کی رہائی ہوئی اور ایک بار پھر ملک صاحب کا پیغام ملا کہ اب احتیاط سے چلنا ہے جب کہ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے پیغام ملا کہ اپنے ضلع کے D.P.O کے خلاف بھرپور قسم کی پریس کانفرنس کرو۔ جس پر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ انتظامیہ سے ٹکراؤ میری پالیسی نہ ہے۔ میرا کھرا سا جواب سن کر ڈاکٹر صاحب نے اصرار کیا کہ نہیں آپ پریس کانفرنس کریں ورنہ انتظامیہ سر چڑھ جائے گی۔ مگر راقم نے ایسا کرنے سے انکار ہی کیا۔ اس صورتحال میں جب راقم بہاولپور سنٹرل جیل میں تھا تو ڈاکٹر صاحب نے حافظ عیسیٰ شہیدؒ اور اللہ رکھا کو مسجد عائشہؓ کے تنازع کی وجہ سے جماعت سے نکال دیا۔ جماعتی کام چلتا رہا اور ضلع کے جماعتی احباب اور علمائے کرام راقم سے حافظ عیسیٰ شہیدؒ سے مصالحت کی کوشش کرتے رہے۔ بالآخر غالباً فروری 2012 کو راقم اپنے رفقاء کے ہمراہ حافظ عیسیٰ شہید کے گھر گیا اور حافظ عیسیٰ شہیدؒ نے ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور اسی نشست میں قاری عیسیٰ شہیدؒ نے رفیق امیر عزیمتؒ

جناب میاں محمود اقبال صاحب (سابق سیکرٹری جنرل پنجاب) کے ساتھ راقم کی بات بھی کروائی۔

محمود اقبال صاحب نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اور یوں ہماری صلح ہوگئی۔ اور اُسی روز ہم معروف روحانی شخصیت حضرت پیر ناصرالدین خاکوانی صاحب کے روحانی اجتماع پر بھی گئے اور اس کے بعد تسلسل کے ساتھ حافظ عیسی شہیدؒ کا راقم کے گھر آنا جانا رہا اور بعض نشستوں میں محمود اقبال صاحب بھی شریک رہے۔ جب تنظیمی امور پر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو حافظ صاحب نے بار بار ڈاکٹر کی سازشوں سے آگاہ کیا اور کہا ڈاکٹر کو صرف آدھا گھنٹہ میرے حوالے کردو تو میں اس سے ساری جماعتی کرپشن منوالوں گا اور حافظ صاحب نے کہا کہ شاہ جی! آپ ڈاکٹر کی نااہلی پر برطرفی کا مطالبہ نہ کرو یہ مسئلہ کا حل نہیں ہے بلکہ صرف اُسکی برطرفی شہداء واسیران کے ساتھ ظلم ہے برطرفی کے ساتھ ساتھ اسکی انکوائری کی جائے اور غبن شدہ مال واپس لایا جائے۔ ایک مرتبہ راقم سے حافظ عیسی شہیدؒ نے کہا کہ شاہ جی میں ایک غریب کارکن ہوں اگر شوریٰ کے اجلاس میں مجھے آدھا گھنٹہ ڈاکٹر کی حقیقت بتلانے دی جائے تو میں اس کے سارے پول ڈاکٹر کی زبانی منوالوں گا۔

بہرحال حافظ عیسی شہیدؒ کے ساتھ راقم کے تعلقات کی بحالی اور پختہ اعتماد کے متعلق ڈاکٹر خادم کو بخوبی علم ہو چکا تھا اور اب ڈاکٹر خادم نے نئے جال پھینکنے شروع کردیے۔ بالآخر مورخہ 12/05/2012 کو نماز عشاء کے وقت حافظ عیسی شہیدؒ اپنی دوکان سے واپس گھر جاتے ہوئے نامعلوم افراد کی فائرنگ سے شہید ہوگئے۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور راقم اطلاع ملتے ہی ڈسٹرکٹ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ پہنچا جہاں پر انتظامیہ کے افسران، میڈیکل سٹاف اور معززین شہر اور کارکنان کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ہسپتال پہنچ کر معلوم ہوا کہ نامعلوم حملہ آوروں کی فائرنگ سے قاری صاحب کے ساتھ ایک راہگیر خاتون بھی شہید ہوئی ہے۔ ہسپتال میں حافظ عیسی شہیدؒ کے بھائی حافظ الیاس موجود تھے اور ہر معاملہ میں راقم سے مشاورت کرتے رہے اور مزید مشورہ کے لیے بڑے بھائی حافظ زکریا کی آمد پر حتمی فیصلہ کا کہتے رہے کچھ دیر بعد جب حافظ زکریا پہنچے تو وہ بھی راقم سے مشاورت کرتے رہے۔ پھر ڈاکٹر خادم کی ہدایات لیکر نام نہاد ذمہ داران پہنچے تو انہوں نے حافظ صاحبؒ کے بھائیوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور راقم سمیت راقم کے رفقاء کے متعلق زہرافشانی شروع کردی ایک ساتھی کی شہادت پر افسردہ ماحول عجیب سا منظرنامہ پیش کرنے لگا۔ ہسپتال میں ہی معلوم ہوا کہ نام نہاد ذمہ داران متعلقہ D.S.P سمیت ضلعی انتظامیہ کو ہمارے خلاف بھڑکانے اور ہمیں ملوث کرنے کا مطالبہ کرکے آئے ہیں۔ بہرحال ہسپتال میں قاری عیسی شہید کے بھائی اور نام نہاد ذمہ داران نے کہا کہ پوسٹ مارٹم نہیں کروانا لیکن راقم نے بار بار اصرار کرکے پوسٹ مارٹم کروانے کا کہا تاکہ قانونی لوازمات کو پورا کیا جاسکے۔ اس کے بعد ایف آئی آر کے اندراج کے لیے D.S.P آفس میں آئے تو مدعی کون بنے گا کی بات شروع ہوئی، تو انتظامیہ کے افسران کی رائے تھی کہ قاری عیسی شہیدؒ کے بڑے بیٹے ضیاء الرحمٰن کو مدعی بنایا جائے۔ لیکن پھر وہی نام نہاد ذمہ داران نے کہا کہ نہیں ہم نے مدعی حافظ صاحب شہیدؒ کے بڑے بھائی کو بنانا ہے کیونکہ دراصل انہیں لمحہ بہ لمحہ اُوپر (ڈاکٹر خادم) سے ہدایات مل رہیں تھیں۔ ایف آئی آر کی عبارت بننے کے بعد D.S.P نے جب عبارت پڑھی تو نفی میں سر ہلاتے ہوئے ایف آئی آر راقم کو پڑھائی تو راقم نے ایف آئی آر پڑھ کر کہا کہ اس ایف آئی آر سے شہید کا لہو پانی سے زیادہ سستا سمجھ کر بیچنے کے مترادف ہے۔ تمام حضرات سن رہے ہیں کہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں میں اللہ کے ہاں سرخرو ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ

لیکن انہوں نے اُسی ایف آر پر دستخط کردیئے کہ نہیں بس یہی ٹھیک ہے اور وہ سب لوگ ایف آئی آر کے اندراج کے بعد چلے گئے تو اس وقت D.S.P صاحب نے کہا یہ لوگ (نام نہاد ذمہ داران) بار بار زور دے رہے ہیں کہ آپ (راقم) کو ملوث کیا جائے تو راقم نے کہا کہ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں اس وقت تک نہیں جاؤں گا کہ جب تک آپ مطمئن نہ ہوجائیں تو انہوں نے کہا شاہ صاحب! ایسی بات نہیں ہے ہم ایسا سوچ ہی نہیں سکتے اور اگر ہم آپ کو بٹھالیتے ہیں تو بریکنگ نیوز کیا چلے گی کہ کس کے قتل میں کس کو بٹھالیا گیا۔ بہرحال ادھر سے فارغ ہوکر لواحقین کے لیے صبح کے ناشتہ کا انتظامات کروائے۔ جنازہ جامع العلوم عیدگاہ میں اگلے دن 11 بجے ادا کیا گیا۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل مولانا شمس الرحمٰن شہیدؒ صدر اہلسنت والجماعت پنجاب بھی تشریف لائے۔ شرکاء جنازہ سے خیالات کے اظہار کی دعوت دینے کے لیے مائیک کو ایک نام نہاد ذمہ دار نے سنبھال لیا۔ مولانا عبدالغنی صاحب، مولانا شمس الرحمٰن معاویہؒ نے تقریر کی اور اس کے بعد راقم کو دعوت نہ دی۔ مولانا جلیل احمد اخون صاحب نے اپنے خیالات کے بعد موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے راقم کو مائیک پر آنے کا اشارہ کیا اور راقم نے مختصر وقت میں جامع طریقے سے خیالات کا اظہار کیا۔ جنازہ کے بعد ایک کمرہ میں بیٹھے تو میڈیا کے بہت سے افراد آئے ہوئے تھے تو انہوں نے راقم کا موقف لینے کے لیے سوال کیے تو راقم نے کہا کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ صاحبؒ صوبائی صدر تشریف فرما ہیں وہی آئندہ کی پالیسی وضع کریں گے۔ لیکن میڈیا کے افراد نے پھر بھی راقم سے کہا کہ پلیز آپ اس وقوعہ اور آئندہ کی پالیسی کے بارہ میں کچھ فرمائیے۔ تو راقم نے اس پر گفتگو کی اس موقع پر عارفواللہ سے آئے ایک ڈرامہ باز ذمہ دار نے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہوئے موقع پر موجود ایک گن مین کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہوئے خوامخواہ ڈرامہ بازی کی اور شور مچانا شروع کردیا اس کو ساتھیوں نے چپ کروایا تو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ گن مین تو مولانا جلیل احمد اخون صاحب کا تھا جس کو اس نے میرا گن مین سمجھتے ہوئے لڑائی کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال تدفین کے بعد نام نہاد ذمہ داران نے پروپیگنڈہ شروع کردیا۔ جب کہ شہر میں لوگ، معززین اور تاجر برادری ایک سیکنڈ کے لیے اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔

CamScanner

راقم قاری عیسی شہیدؒ کی شہادت کے تقریبا 20/22دن بعد عمرہ کے لیے سعودی عرب روانہ ہوگیا۔اور اس دوران شہر کے ساتھیوں کو بلیک میل کیاجاتا رہااور واضح طور پر کہاجاتا رہا کہ شاہ جی کے پاس آنا جانا چھوڑ دو ورنہ قاری عیسی شہیدؒ قتل کیس میں گرفتار کروادیں گے(جیسا کہ آج کل لاہور میں مولانا شمس الرحمن شہیدؒ کے قتل کیس میں کارکنان اہلسنت والجماعت کو بلیک میل کیاجارہاہے من گھڑت،جھوٹی،بے بنیاداور فرضی الزامات عائد کرکے اس مقدس تحریک میں زہر گھولا جارہاہے ہم ان سطور کی وساطت سے ہم نام نہاد ذمہ داران سے دردمندانہ اپیل کریں گے اگر آپ نے اہل حق کی ماضی میں چلنے والی تحریکوں کا مطالعہ نہیں کیا اور آپ تاریخی تحریکی رموز واسرار سے ناآشنا ہیں تو خدارا ماضی کے جھروکوں میں جھانک لو اور یہ روش ترک کردو تمہاری یہ بچگانہ حرکتیں اور محض ذاتی تسکین قلب کا چسکا خدانخواستہ اس تحریک کو کہیں لے نہ ڈوبے اور پھر تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں)

بہرحال قاری صاحبؒ کی شہادت کے ایک ماہ بعد بہاولنگر شہر کے ایک ساتھی عمیر اصغر کو گرفتار کرنے کے لیے گھر پر پولیس کی بھاری نفری نے چھاپہ مارا اور عمیر اصغر کے والد کو گرفتار کرکے تھانے لے آئے اور اس طرح کچھ دیر بعد ملک محمد اسحاق صاحب کے حکم پر عمیر اصغر نے ازخود گرفتاری دے دی اور تھانے میں نام نہاد ذمہ داران شہر کے معززین کی موجودگی میں عمیر اصغر کے والد کو کہتے رہے کہ عمیر کو کہو کہ غلام رسول شاہ کا نام لے دو کہ قتل انہوں نے کروایا ہے ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں ہے بس شاہ جی کا نام لے دو تو تمہیں آج ہی رہا کردیں گے۔اگلے دن عمیر اصغر کو حوالات میں ملنے آئے ایک ساتھی بھائی راشد کو بھی تھانے سے گرفتار کروادیا گیا۔شہر بھر میں خوف وہراس پھیلا دیا گیا۔مجھ سے قربت اور محبت رکھنے والے ہر کسی کو ڈرایا جاتا رہا اور حرمین شریفین کے روحانی ماحول اور مقدس دھرتی پر بیٹھے ہوئے جب راقم کو اس صورت حال اور گرفتاری کی اطلاع ملی تو جو اُس وقت میرے دل پر گزری وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے کہ اپنے ہی ساتھی کی شہادت کے غم ناک واقعہ کے بعد جماعت کے اُوپر بیٹھے ہوئے کسی ذمہ دار کے مقامی چیلے کس طرح شہیدؒ کے مقدس خون کے ساتھ زیادتی کررہے ہیں۔حسد کی آگ میں جلتے ہوئے مشن کے غداروں نے کتنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کردیئے۔بہرحال اسی صورت میں ملک محمد اسحاق صاحب راقم سے مشاورت کے بعد بہاولنگر آئے اور انتظامیہ کو یہ بات باور کروائی کہ ہمارا کردار روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہم نے سُنی قوم کی عزت وحفاظت کے لیے کیا کردار ادا کیا ہے بھلا کیسے اپنے ہی ساتھی کو قتل کرسکتا ہے۔۔۔؟؟ سید غلام رسول شاہ(راقم) کی گرفتاری آپ کو مطلوب ہے تو میں 2/3دن میں شاہ صاحب کو واپس منگوا لیتا ہوں تو انتظامیہ کے افسران نے کہا کہ نہیں نہیں شاہ صاحب عمرہ کی ادائیگی کے بعد اپنے شیڈول کے مطابق ہی واپس آجائیں اور ملک صاحب نے کہا کہ آپ کسی کے کہنے پر شہر میں خوف وہراس نہ پھیلائیں بلکہ ہم خود وہ ساتھی آپ کی تحویل میں دیتے ہیں جن کے بارہ میں آپ صفائی چاہتے ہیں اور اس کے بعد راقم کے گن مین قاری محمد جعفر نے بھی ازخود گرفتاری دے دی۔

قارئین کرام:شہر میں پروپیگنڈہ کا طوفان کھڑا ہوچکا تھا۔اور راقم کے قریبی ساتھیوں اور راقم پر الزامات لگائے جارہے تھے اور بالآخر ایک تحریری درخواست کے ذریعے راقم،عمیر اصغر،محمد جعفر،حافظ محمد مظہر،محمد راشد ،راقم کے بھائی محمد اسماعیل شاہ اور ایک اور گن مین ساتھی کو نامزد کردیا گیا۔اور یُوں گرفتار ساتھیوں (عمیر اصغر،محمد راشد اور محمد جعفر) کی تفتیش کے بعد پولیس کے اعلیٰ افسران نے بے گناہ پاکر مدعی اور نام نہاد ذمہ داران کو یقین دلانے کی کوشش کی یہ سب لوگ بے گناہ ہیں آپ لوگ مزید اپنے کیس کو خراب نہ کرو۔لیکن اُن کی اپنی سوچ ہوتی تو شاید وہ کچھ سمجھتے لیکن ان کی ڈوریاں تو اوپر سے ہلائی جارہی تھیں۔بالآخر تھانہ میں پنچائتیں شروع ہوئیں اور شہر کے معززین ،انجمن تاجران کے ذمہ داران اور علمائے کرام نے پنچائتوں میں آکر گرفتاری ساتھیوں سے مختلف قسم کے سوالات کرنے کے بعد یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ ان کو قتل کے مقدمہ میں پھنسانے کا مقصد قاتل جان کر الزام لگانا نہیں ہے بلکہ مخالفت برائے مخالفت،حسد وبغض کے سوا کچھ نہ ہے اور حسد وہ بیماری ہے جو جلا کر رکھ دیتی ہے۔بہرحال دو پنچائتوں کے بعد یہ طے کیا گیا کہ جب غلام رسول شاہ(راقم) عمرہ سے واپس آجائیں گے تو پھر تمام باتیں کی جائیں گی۔اس دوران ہر دو ساتھیوں (عمیر اصغر،محمد جعفر) کو مدعی اور دیگر نام نہاد ذمہ داران آکر بار بار یہ کہتے رہے کہ آپ لوگ صرف غلام رسول شاہ کی طرف اشارہ کردیں ۔ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔تم لوگ اپنے گھروں کو چلے جاؤ گے۔

قارئین کرام:۔عمرہ سے واپسی پر شہر میں داخل ہونے پر شہر کے عام دُنیادار طبقے نے مخالفین کے پروپیگنڈہ کی حقیقت سمجھتے ہوئے بھرپور استقبال کیا اور یُوں ایک بار پھر پنچائیت ہوئی جس میں راقم نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا کہ میں شیعہ کو کائنات کا بدترین کافر کہتا ہوں اور یہی میرا مشن ہے۔اگر قاری عیسی شہیدؒ کے قتل کے متعلق میرے ذہن میں دور تک خیال بھی ہو تو اللہ پاک مجھے شیعت کی موت دے اور جس میں بہت سارے تفتیش نقطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تفتیشی کمیٹی نے بے گناہ قرار دیا اور راقم کے موبائل فون کے ریکارڈ اور دیگر تمام متعلقین کے موبائل فون کے ڈیٹا اور دیگر بہت سارے نکات چیخ چیخ کر ہماری بیگناہی اور مخالفین ،منافقین کے حسد کو واضح کررہے تھے لیکن

قارئین کرام!ہٹ دھرمی اور ضد کی انتہاء کو دیکھیے کہ پھر بھی منافقین اپنے آقاؤں کے اشارے پر رٹے رٹائے بیوقوفانہ جملے دہراتے رہے۔اور پھر پولیس افسران نے ضلع بھر کے معززین،صحافی،انجمن تاجران

CamScanner

اور علمائے کرام پر مشتمل ایک 8 رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں فریقین کے 4/4 افراد تھے اور یہ دونوں طرف سے یہ طے ہوگیا کہ جو فیصلہ کمیٹی کرے گی وہ سب کو منظور ہوگا اور کمیٹی نے تقریبا دو دن بعد رپورٹ پیش کی اور اُس کمیٹی کی مشترکہ رپورٹ کے مطابق راقم اور اُس کے تمام ساتھی بیگناہ تھے۔

قارئین کرام! انتظامیہ، شہر کے معززین ہماری بیگناہی اور منافقین کی منافقانہ رویے سے اچھی طرح باخبر ہوگئے تھے جب کہ منافقین نام نہاد ذمہ داران حقیقت کو سمجھنے کے باوجود اپنے لیڈروں کے کہنے پر مجبور ہوچکے تھے۔ اور پھر انہوں نے شہر میں احتجاجی کیمپ لگا لیے کہ پولیس غلام رسول شاہ کو گرفتار کرے اور ساتھ ساتھ انہوں نے 8/10 افراد پر مشتمل ایک احتجاجی ریلی بھی نکالی کہ غلام رسول شاہ (راقم) کو پولیس گرفتار کرے۔ ایک طرف تو یہ کہ جو فیصلہ کمیٹی کرے گی سب کو منظور ہوگا اور اُس کمیٹی میں افراد بھی اپنی مرضی کے منتخب کروائے۔ لیکن

قارئین کرام! سچ کو کبھی آنچ نہیں آئی اور جھوٹ کبھی پروان نہیں چڑھا کے مصداق جب کہ کمیٹی نے بھی انتظامیہ کو رپورٹ دے دی اور اُس کے باوجود اب احتجاجی کیمپ اور ریلیاں باشعور افراد کو یہ سوچنے پر مجبور کررہی تھیں یہ تمام افراد اپنا ٹارگٹ پورا کرنے پر لگے ہوئے ہیں کہ ایک دفعہ راقم کو گرفتار کرواکے یہ خبر نامہ چلوادیں کہ غلام رسول شاہ کو قاری عیسی قتل کیس میں گرفتار کرلیا گیا۔ لیکن اللہ پاک تمام حالات سے آگاہ ہے اور وہ صحابہؓ کے غلاموں کو رسوا نہ ہونے دے گا۔ انشاءاللہ

اس کے بعد عمیر اصغر اور قاری محمد جعفر کو 48/48 دنوں کو بعد باعزت طور پر رہا کردیا گیا جبکہ محمد راشد کو 6 دن حراست میں رکھنے کے بعد رہا کردیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ سرکاری ملازم تھے اور بغیر کسی معقول وجہ کے اُن کو گرفتار نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ بعد ازاں پاکپتن کے مضافات میں رہنے والے ساتھی محمد عظیم کو اس لیے اس کیس میں گرفتار کرکے نامزد کردیا گیا۔ کیونکہ محمد عظیم راقم سے دلی طور پر ہمدردی رکھتا تھا اور علاقہ میں اِس کا اظہار بھی کرتا تھا۔ وہاں کے مقامی ذمہ داران نے انتقامی نشانہ بناتے ہوئے گرفتار کرایا جوکہ 45 دن جیل میں رہنے کے بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔

قارئین کرام: ساری کی ساری حقیقت اہل عقل لوگوں کے سامنے آچکی تھی اور نام نہاد ذمہ داروں کے اس رویہ کو دیکھتے ہوئے تمام لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ چور مچائے شور۔ اور اب شہیدؒ کے حقیقی وارثوں یعنی شہید کے بیٹوں فداء الرحمٰن اور ضیاء الرحمٰن نے اپنی والدہ کے ہمراہ پریس کانفرنس کی جو کہ ریکارڈ کا حصہ ہے کہ غلام رسول شاہ اور اُس کے ساتھیوں کا ہمارے والد کے قتل کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور نام نہاد لیڈران نے ہمارے والد کے قتل کیس کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے والد کی شہادت کے بعد ہم سے پیسے لیکر بھی یہ لوگ کھا گئے ہیں کہ تمہارے والد کے کیس کی پیروی کرنا ہے۔ اس لیے ہم سب بھائی والدہ سمیت یہ حقیقت سمجھ چکے ہیں کہ ہمارے والد کے کیس کو جان بوجھ کر خراب کیا گیا ہے۔

قارئین کرام! اس کے بعد شہید کے بیٹوں نے ظفر اقبال جامی اور عزیز الرحمٰن کو اپنے والد کے قتل میں ملوث پاکر استغاثہ کردیا کہ ظفر اقبال جامی کی میرے والد سے پُرانا شدید اختلاف تھا جبکہ شہادت سے چند روز قبل ظفر اقبال نے خود آکر زبردستی صُلح کی تھی اور شہادت کے چند گھنٹوں بعد جب کہ میت ابھی تک گھر میں پڑی تھی ظفر جامی نے قاری عیسی شہیدؒ کے بیٹے کو ساتھ لیجا کر قاری صاحبؒ کی دوکان سے روزانہ کی بنیاد پر قاری عیسی شہیدؒ کی لکھی ہوئی ڈائری سے آخری 35/40 دن کے صفحات پھاڑ کر لے گئے تھے اور شہید کے بچوں کے مطابق کہ اُن کے والد اپنے تمام تر جماعتی اور ذاتی معاملات کو روزانہ ڈائری میں لکھ کر سوتے تھے اور آخری 35/40 دن کے صفحات پھاڑ کر لے جانا اس بات کی طرف سوچنے پر مجبور کردیتا ہے کہ ہمارے باپ کے قتل میں ظفر جامی برابر کا ملوث ہے اور استغاثہ کے دوسرے ملزم عزیز الرحمٰن نے قاری عیسی شہیدؒ کو آخری فون کال کی تھی جو کہ دیر تک چلتی رہی تھی اور شہیدؒ کے بیٹوں کے بقول کہ عزیز الرحمٰن نے شہادت کے بعد کافی ساری گفتگوں میں یہ بات کہی ہے کہ میں نے قاری صاحب سے پوچھا تھا کہ آپ کہاں ہو اور کہاں جارہے اور اب کدھر پہنچ گئے وغیرہ وغیرہ۔ اس بناء پر قاری صاحبؒ کے ورثاء ان کو ملزمان ٹھہرانے پر مجبور ہوئے جوکہ ہر ذی شعور بھی یہ سمجھے گا یہ استغاثہ کے دونوں ملزمان کا قاری عیسی شہیدؒ کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔

اور ان تمام تر وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے اور قاری عیسی شہیدؒ کے بیٹوں کی طرف سے ظفر جامی اور عزیز الرحمٰن نامی ملزمان کے خلاف استغاثہ کیے جانے کے بعد ان لوگوں نے شہیدؒ کے بھائیوں کو دوبارہ مجبور کرکے راقم اور اُس کے ساتھیوں عمیر اصغر، محمد جعفر، محمد راشد، محمد عظیم، حافظ محمد مظہر، برادرم اسماعیل شاہ اور ایک گن مین کے خلاف استغاثہ کروادیا گیا۔ جسے ایڈیشنل سیشن جج مسٹر جسٹس عطاء ربانی صاحب نے طویل ترین سماعت کے بعد بری کردیا

قارئین کرام! چونکہ پہلے دن سے ہی ایف آئی آر کا اندراج دانستہ طور پر اس طرح سے کروایا گیا تھا کہ اُن پر کوئی گرفت نہ آسکے اسی طرح ظفر جامی اور عزیز الرحمٰن کو بھی بری کردیا۔ (یادرہے کہ ایک ساتھی حافظ عبدالرزاق کو بھی شہادت کے 3/4 دن بعد پولیس نے از خود گرفتار کیا تھا اور 2/3 دن تھانہ میں رکھنے کے بعد رہا کردیا گیا تھا)

آخر میں ایک شعر اپنے نام نہاد لیڈروں کے نام

تو ادھر اُدھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

☆☆☆

تصحیح

گزشتہ شمارے میں حافظ عیسٰی شہید کا مضمون غلطی سے شائع نہیں ہوسکا جس کیلئے ادارہ معذرت خواہ ہے

شب قدر 27 رمضان المبارک

تحریر: حسنین معاویہ

بابرکت ومقدس مہینہ میں وہ "شب قدر" بھی آگئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر قرار دیا ہے اور ہزار مہینے 83 برس چار ماہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے...... حضورؐ نے اس شب قدر سے محروم رہنے والے شخص کو

خیر سے محروم اور حقیقی محروم قرار دیا ہے۔

درحقیقت یہ اللہ رب العزت کی طرف سے امت محمدیہ ؐ کی بخشش ومغفرت کیلئے بہانے ہیں کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے اور آسمانوں پر اس کی بخشش و مغفرت کے فیصلے کر دیئے جائیں...... اور کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے رمضان المبارک جیسا مغفرت کا مہینہ نافرمانی اور غفلت میں گزارنے کے بعد اب شب قدر سے بھی محروم رہے اس سے بڑھ کر اس رات کی فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں "سورۃ القدر" کے نام سے پوری ایک سورت اس کی عظمت میں نازل فرمائی جس میں شب قدر کی خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا (۲) اس رات میں فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں (۳) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل وبہتر ہے (۴) اس رات میں صبح صادق تک خیر وبرکت اور امن وسلامتی کی بارش ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے شب قدر میں ملائکہ (فرشتوں) کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا، اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور اس رات میں عبادت کا ثواب دوسرے اوقات کی عبادت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے اور یہی وہ مقدس رات ہے جس میں بندہ کی زبان وقلب سے نکلی ہوئی دعا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبولیت سے نوازی جاتی ہے اسی مقدس رات میں اللہ رب العزت کی رحمتِ خاص کی تجلی آسمانِ دنیا پر غروب آفتاب کے وقت سے صبح صادق تک ہوتی ہے، بعض روایات کے مطابق اسی رات (شب قدر) کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی

مفسرین نے قرآن مجید میں اس رات کا نام "لیلۃ القدر" رکھنے کی مختلف وجوہات ذکر کی ہیں،

پہلی وجہ یہ ہے کہ "قدر" کے معنی عظمت وشرافت کے بھی آتے ہیں...... چونکہ یہ رات بھی عظمت وشرافت والی رات ہے اس لیے اس کا نام بھی "لیلۃ القدر" رکھا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس میں بڑی عظیم مرتبہ وشان والی کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے دوسرا یہ کہ ذی مرتبہ فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئی ہے، تیسرا یہ کہ ذی مرتبہ امت پر نازل ہوئی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر میں لفظ "قدر" تین مرتبہ ذکر کیا ہے۔

اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ "قدر" کے ایک معنی "ضیق" یعنی تنگی کے بھی آتے ہیں...... چونکہ اس رات میں زمین پر فرشتے اس قدر زیادہ اور کثیر تعداد میں اترتے ہیں کہ زمین باوجود اپنی وسعت وکشادگی کے تنگ پڑ جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص "شب قدر" میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کیلئے) کھڑا ہوا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری ومسلم) حضورؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے (۱) لوگوں کی عبادت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا مندی ظاہر کرنے کو (۲) گناہوں پر اپنے غضب اور غصہ کو ظاہر کرنے کو (۳) وسطیٰ نماز کو دوسری نمازوں سے (۴) اپنے دوستوں کو عام لوگوں کی نظروں سے (۵) اور رمضان کے مہینہ میں شب قدر کو (غنیۃ الطالبین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "شب قدر" اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس امت پر اس انعام واکرام کا سبب کیا ہے؟ بعض احادیث میں ہے

CamScanner

کہ حضورؐ نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت لمبی لمبی عمریں ہوئیں ہیں اور آپ کی ''امت'' کی عمریں بہت تھوڑی اور کم ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہیں اس پر حضورؐ کو بہت رنج و افسوس ہوا، اس کی تلافی کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ رات (شب قدر) مرحمت فرمائی۔

بعض روایت میں ہے کہ حضورؐ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینے تک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا...... صحابہ کرامؓ کو اس پر ''رشک'' آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کیلئے اس رات (شب قدر) کا نزول فرمایا......

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورؐ سے ''شب قدر'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے، 21'23'25'27'29 یا رمضان المبارک کی آخر رات میں ہے۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضورؐ سے نقل فرماتی ہیں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو (بخاری شریف)

حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور سیدنا حضرت امیر معاویہ بھی حضورؐ سے یہی نقل کرتے ہیں کہ وہ (لیلۃ القدر) رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے (ابن کثیر)

حضورؐ نے فرمایا کہ اس رات (شب قدر) کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ چمکدار اور کھلی ہوئی ہوتی ہے، صاف و شفاف، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار و برکات کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے، اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے، نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے...... بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند، اللہ تعالیٰ اس دن کے افتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیتے ہیں۔ حضرت عبدہ بن ابی لبابہؒ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا......۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اس لیے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں...... مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخص میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ تعالیٰ کے علم میں بہتر ہو، لہٰذا اب اس رات کو 29 ویں، 27 ویں اور 25 ویں شب میں تلاش کرو......

حضورﷺ کے فرمان کے مطابق ''شب قدر'' کی تعیین اٹھا لینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے کوئی بہتری ہے اگر شب قدر کا علم باقی رکھا جاتا اور بتا دیا جاتا تو پورا رمضان المبارک سستی و غفلت میں گزرتا اور صرف شب قدر میں عبادت کی جاتی یا جس کی شب قدر بغیر عبادت کے گزر جاتی تو باقی رمضان المبارک کے ایام دکھ اور افسوس میں گزر جاتے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت نے گوارا نہ کیا کہ اس عظمت والی رات کے معلوم ہونے کے بعد کوئی گناہ پر جرأت کرے کیونکہ اگر اس شب کے پانے پر ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اسی طرح اس شب میں گناہ کرنے پر ایک ہزار مہینوں کا گناہ بھی ہوتا...... اب انسان شب قدر کی تلاش میں ہر وقت عبادت و ریاضت میں معروف رہتا ہے اور اسی شب قدر کی تلاش میں اعتکاف کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں گزارتا ہے لیکن شب قدر کا زیادہ احتمال ستائیسویں شب میں ہے......۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضورﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ (ﷺ) اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ حضورﷺ نے یہ دعا بتائی!

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

(ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ! اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو میری خطائیں بھی معاف فرمادے''

احادیث میں دعا مانگنے کی بڑی فضیلت و عظمت بیان کی گئی ہے، اس لیے ''شب قدر'' میں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے، دعا زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جو نہایت عاجزی و انکساری سے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتے ہیں، دعا کیلئے وہ الفاظ زیادہ قیمتی اور مؤثر ثابت ہوتے ہیں جو دل سے اٹھتے ہیں اور زبان کی پوری تاثیروں کو ساتھ لیے بارگاہ ایزدی میں پہنچتے ہیں، ایسے الفاظ رحمت خداوندی اور بخشش و مغفرت کو گناہ گار کے دامن میں لا ڈالتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو شب قدر کا حق ادا کرنے اور اللہ کی رحمت و بخشش و مغفرت کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رمضان کے ایک روزہ کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی (سفر اور مرض کے بغیر) چھوڑ دے، پھر مدت العمر اس کی تلافی کے لیے روزے رکھے، تب بھی ایک روزے کی کمی پوری نہ ہوگی۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ماں باپ کی عظمت

سید غلام رسول شاہ بخاری

(نوٹ: مندرجہ ذیل تحریر دوران اسیری ہائی سکیورٹی سینٹرل جیل ملتان میں قلم بند کی گئی تھی جو قارئین کی خدمت میں بالخصوص نوجوانانِ امت کے لئے پیش کی جا رہی ہیں اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ادارہ)

والدین کی خدمت اور اطاعت ایک مقدس فریضہ ہے دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں اور اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے یعنی والدین کی خاطر دین نہ چھوڑا جائے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے احادیث مبارکہ میں پیارے نبیؐ نے جا بجا والدین کی عزت و تکریم اور خدمت و اطاعت کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ "ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے کی ایک اور جگہ ارشاد فرمایا اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ عبادت کرو مگر اسی کی اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی جھڑک ان کو اور بات کر ان سے ادب کے ساتھ اور ان کے سامنے اپنے کندھے عاجزی اور نیاز مندی سے جھکا دے اور ان کیلئے دعا کر کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ اس آیت مبارکہ میں اس حقیقت کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے کہ جس طرح اللہ پاک کی عبادت فرض ہے اور شرک حرام ہے اسی طرح والدین کے کے ساتھ حسن سلوک فرض ہے اور ان کی نافرمانی یا اذیت رسانی حرام ہے۔ حتی کہ یہاں تک احتیاط کرنے کو کہا گیا ہے کہ ان کو ہو نہہ یا اف تک بھی نہ کہو اور ان کے ساتھ انتہائی ادب و احترام اور نرمی سے بات کرو۔ ہاں ان کے سامنے چھاتی تان کر نہ آؤ بلکہ عجز و انکساری کی تصویر بنے کندھے جھکائے ہوئے ان کے سامنے آؤ اور اللہ کے حضور ان کیلئے دعا کرتے رہو کہ اے ہمارے پروردگار تو ان پر مہربانی فرما جیسا کہ انہوں نے بھی مجھے بچپن میں بڑی مہربانی اور شفقت سے پالا تھا۔ جب والدین ضعیف العمری کی حدود کو چھونے لگتے ہیں اور جسمانی اعصاب کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں تو ایسے وقت میں خدمت کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اس سے بعض اوقات اہل و عیال بھی اکتانے لگتے ہیں زیادہ پیرانہ سالی میں ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ ایسے وقت میں بوڑھے والدین کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری سے جی نہ ہارے اللہ پاک نے قرآن میں تنبیہہ کی ہے کہ والدین کو جھڑکنا اور ڈانٹنا تو کجا۔ ان کے مقابلہ میں زبان سے ہونہہ بھی مت کرو بلکہ بات کرتے وقت پورے ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھو۔ ابن مسیب نے فرمایا کہ والدین کے سامنے اس طرح بات کرو جیسے ایک خطا وار غلام سخت مزاج آقا کے سامنے کرتا ہے۔

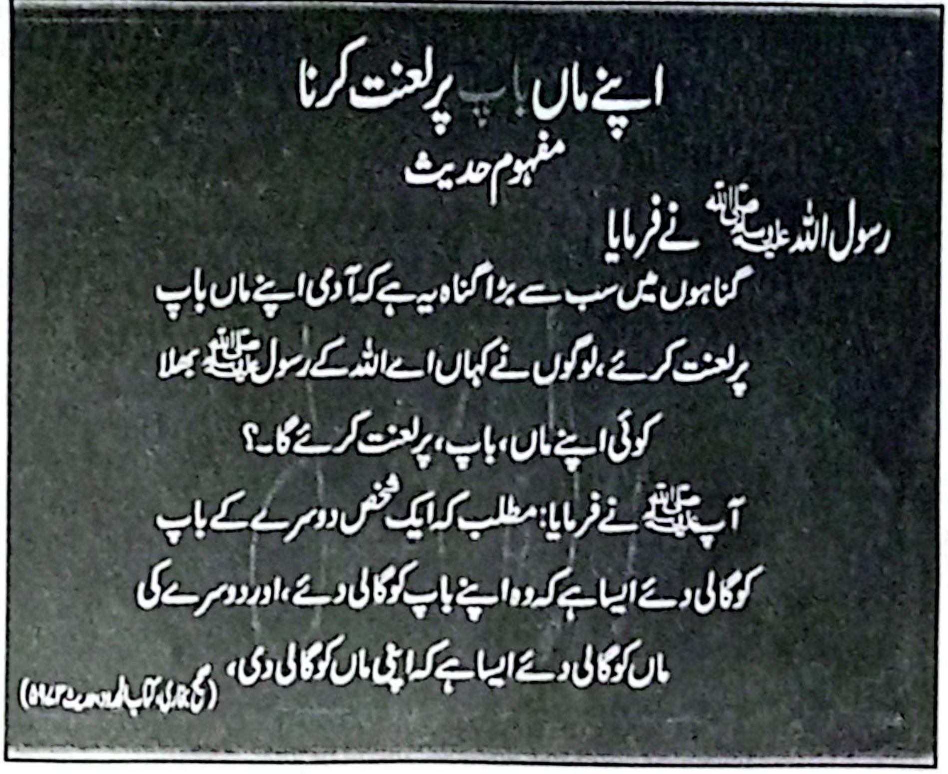

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر احترام والدین کے متعلق حکم دیا گیا ہے مثلاً سورہ لقمان، سورہ عنکبوت، سورہ بقرہ، اور سورہ بنی اسرائیل وغیرہ تاہم مندرجہ بالا آیت سب سے جامع ہے اور ویسے بھی ماننے والے کیلئے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کا اشارہ ہی کافی ہے چہ جائیکہ حکم جیسا کہ والدین کی خدمت و اطاعت کا حکم صادر فرما دیا گیا ہے اور جس بد بخت نے نہیں مانا اس کیلئے کتابوں کے دفاتر بھی ناکافی ہیں۔ آیات مقدسہ کے علاوہ احادیث رسولؐ میں بھی والدین کی اطاعت و فرمانبرداری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ وہ شخص خاک میں مل گیا یعنی ناکام ہو گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ ایک اور حدیث میں ارشاد رسولؐ ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یعنی والدہ کی فرمانبرداری، خدمت اور تابعداری میں ہے۔ والدین کی خدمت، ان کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان مال سے خدمت کرے اور دل سے تعظیم و محبت کرے، مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے، ان کیلئے دعا اور استغفار کرتا رہے۔ لوگوں کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ کئے گئے ان کے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی تعظیم اور حسن سلوک سے پیش آئے اور ان کے عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ ایک موقع پر ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کمائی میں کرتا ہوں اور کھا میرا باپ جاتا ہے۔ لہذا اس کو

سمجھائیں جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا تو بھی اور تیرا مال بھی سب کچھ تیرے باپ کا ہے وہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔ اس ارشاد گرامی سے بھی ہمیں والدین کے مقام ومرتبہ کا خوب، خوب پتہ چلتا ہے۔ ہمارے پیارے آقاؐ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک سارے گناہوں کی سزا موت کے بعد دے گا۔ ایک گناہ ایسا ہے جس کی سزا دنیا میں چکھنا پڑے گی اور موت کے بعد بھی اور وہ گناہ ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ والدین کی عظمت وتوقیر اور عزت واحترام معراج النبیؐ کی رات آسمانوں پر رونما ہونے والے روح پرور مناظر سے آشکارا ہوتی ہے جب سرکار دو عالمؐ پوری شان وشوکت کے ساتھ منفرد اعزاز کے ساتھ اللہ سے ملاقات کیلئے براق پر سوار ہو کر سید الملائکہ حضرت جبرائیلؑ کے ہمراہ عرش پر گئے تو انبیاء کی جماعت نے استقبال کیا۔ پہلے آسمان پر حضرت عیسی علیہ السلام استقبال کیلئے کھڑے ہیں تو کہیں حضرت ادریسؑ کھڑے ہیں کہیں حضرت یوسفؑ کھڑے ہیں تو کہیں حضرت نوحؑ کھڑے ہیں کہیں حضرت ہارونؑ کھڑے ہیں تو کہیں حضرت موسیٰؑ کھڑے ہیں۔ استقبال ہوتا رہا ہمارے آقاؐ منازل طے کرتے رہے جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں کوئی استقبال کیلئے موجود نہ تھا بلکہ دیکھتے ہیں کہ سامنے بیت اللہ کی عمارت بنی ہوئی ہے اور بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ایک باباجی بیٹھے ہوئے ہیں، بزرگ ہیں، سفید داڑھی ہے، ہمارے پیارے آقاؐ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کے داد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقام ومرتبہ میں ہمارے نبیؐ بڑے ہیں لیکن اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو استقبال کیلئے کیوں کھڑا نہیں کیا؟ ہاں اللہ پاک جانتے تھے کہ ایک وقت آئے گا جب اولاد نافرمان ہو جائیں گی۔ اللہ کو پتہ تھا کہ اولادیں ماں باپ کو ذلیل کریں گی تو اللہ نے کس عالیشان موقع پر کتنا بڑا سبق دیا۔ گی ہاں: یہ سبق ہمارے لئے ہی ہے۔ قیامت تک کی انسانیت کیلئے ہے مقام ومرتبہ میں ہمارے نبیؐ سے کہا کہ آگے بڑھ کر اپنے دادا کی تعظیم کر۔ مقام تیرا بڑا ہے رشتہ اس کا بڑا ہے۔ ہمارے نبیؐ آگے بڑھے حضرت ابراہیمؑ نے سینے سے لگایا، ماتھا چوما اور خوشی سے جھوم جھوم کر کہا کہ میرا پوتا آ گیا، میرا پوتا آ گیا۔ ہر نبیؐ نے کہا کہ ہمارا بھائی آ گیا لیکن حضرت ابراہیمؑ نے کہا میرا بیٹا آ گیا میرا بیٹا آ گیا۔ لہذا ماں باپ کی قدر کرو۔ ماں باپ کی تعظیم کرو، ماں باپ کی خدمت کرو۔ ہمارے پیارے نبیؐ نے ارشاد فرمایا کاش: میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو میں ان کی خدمت کرتا۔ عشاء کی نماز پڑھ رہا ہوتا اور وہ بھی جماعت فرض نماز، سورہ فاتحہ شروع کر چکا ہوتا۔ ادھر سے کھڑکی کھلتی میری اماں مجھے آواز دیتی تو میں فوراً جواب دیتا کہ اماں جان میں حاضر ہوں۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا ارشاد گرامی اور مبارک طریقہ والدین کی عزت واحترام کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے کافی ہے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

۔ نوٹ امت کیلئے حکم یہ ہے کہ فرض نماز اس وقت توڑی جاسکتی ہے جب والدین مصیبت میں مبتلا ہوتے معلوم ہوں جبکہ سنت اور نوافل میں عام اجازت ہے۔ ماں باپ کی عزت وتوقیر کے حوالے سے ایک صحابیؓ رسولؐ حضرت علقمہؓ کا واقعہ احادیث کتب میں موجود ہے جو بھی ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے ہم پندرھویں صدی کے مسلمان ہیں لیکن وہ تو صحابیؓ تھے صحابیؓ۔ گی ہاں وہ صحابیؓ رسولؐ تھے اور ہر صحابیؓ پر دوزخ حرام ہے کہ وہ صحابیؓ دوزخ میں نہیں جاسکتا حضرت علقمہؓ صحابی ہیں اور حضورؐ کی زندگی میں موت آ رہی ہے۔ اس سے بڑی ضمانت کیا ہوسکتی ہے کہ وہ صحابیؓ ہیں؟ اسی اثنا میں حجرت علقمہؓ کی اہلیہ کا پیغام آتا ہے کہ یا رسول اللہ: علقمہؓ کی موت آ رہی ہے لیکن کلمہ نہیں پڑھا جا رہا۔ جس پر آپؐ نے دریافت فرمایا کہ والدین میں سے کوئی زندہ ہے تو جواب ملا گی ہاں ماں زندہ ہے۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ ماں ناراض تو نہیں؟ جواب ملا کہ ہاں ماں ناراض ہے لہذا آپؐ کو فوراً حقیقت کا پتہ چل گیا اور آپ نے علقمہؓ کی والدہ کو پیغام بھیجا کہ میں آؤں یا تو آئے گی۔ حضرت علقمہؓ کی والدہؓ نے کہا کہ میں آ جاتی ہوں لہذا وہ حاضر ہوگئیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں علقمہؓ سے کیا دکھ ہے؟ ام علقمہؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے اس کے دین کی کوئی شکایت نہیں ہے راتوں کا تہجد گزار ہے۔ دن کا روزے دار ہے زبان سے ذکر الٰہی کرنے والا ہے، باقاعدگی سے تلاوت کرتا ہے۔ مجھے شکایت یہ ہے کہ جب بھی مجھ سے بولا مجھے ذلیل کیا، جب بھی مجھ سے بولا بدتمیزی کی، ہر وقت ہونہہ، ہونہہ کرتا رہتا ہے پھر کہا یا رسول اللہ: بیٹا بہت نیک ہے لیکن میرا گستاخ ہے، مجھے دکھ دیئے ہیں۔ ہمارے پیارے نبیؐ نے فرمایا اے ام علقمہؓ تو اسے معاف کر دے۔ ام علقمہؓ نے کہا کہ میں معاف نہیں کرتی۔ آپؐ نے پھر کہا کہ معاف کر دے تو جواب دیا کہ معاف کرنے کو میرا جی نہیں چاہتا۔ آپؐ نے بلالؓ سے کہا کہ بلالؓ لکڑیاں اکٹھی کرو اور علقمہؓ کو آگ میں جلا دو۔ لسان نبوت سے یہ حکم جاری ہوتا تھا کہ ماں تڑپ اٹھی، ماں بیٹے کو آگ میں جلتا ہوا دیکھ کر کیسے سہہ سکے۔ فوراً ماں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپؐ کیا فرما رہے ہیں کہ میرے بیٹے کو آگ میں جلا دو۔ آپ نے فرمایا کہ جلاؤں گا۔ اگر تو (ماں) معاف نہیں کرے گی تو اسے دوزخ بھی جلائے۔ میں جلا دوں گا تو کوئی کام بن جائے گا۔ آسانی ہو جائے گی۔ علقمہؓ کی والدہ نے کہا کہ نہیں نہیں یا رسول اللہ ایسا نہ کریں میں اسے معاف کرتی ہوں۔ ادھر ماں کی ممتا نے معافی کا پروانہ جاری کیا ادھر بیٹے کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا (سبحان اللہ) پھر آپؐ نے خود ان کا جنازہ پڑھایا اور جنازہ پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگو: سن لو جس نے ماں باپ کو ناراض کیا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور زمین وآسمان کی لعنت۔ نہ اس کی نماز قبول، نہ روزہ قبول اور نہ حج قبول۔ (یعنی اس کی کوئی بھی نیکی قبول نہیں ہوتی جس کے ماں باپ ناراض ہوں) ایک موقع پر حضور اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب پتھروں کی پوجا ہوگی تو قیامت آئے گی اور یہ بھی نہیں کہا کہ زنا، ڈاکہ، چوری ہوگی تو قیامت آئے گی بلکہ ہمارے آقاؐ نے فرمایا کہ جب اولادیں ماں باپ کو ذلیل کرنے لگیں گی اور جب باپ اولاد کے ڈر سے چھپتا پھرے گا اس وقت سمجھ لینا کہ کہیں نہ کہیں سے قیامت کا کوڑا برسنے والا ہے۔

☆☆☆

مجاہد ناموس صحابہؓ تم لاوارث نہیں ہو

تحریر: ایڈیٹر کے قلم سے

تاریخ کے جھروکوں میں ماضی کی ان گنت تصویریں نظر آتی ہیں ان میں بعض تصویریں دھندلی ہیں جب کہ بعض بے حد صاف اور شفاف ہیں۔ اب ذرا ماضی کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ روم کا پرشوکت دربار ہے۔ قیصر روم اپنے تخت پر بیٹھا ہے۔ وزراء اور سپاہ سالار ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ دربار میں ایک مسلمان قیدی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس مسلمان کو معلوم ہے کہ وہ اگرچہ قیدی ہے مگر وہ ایک عظیم اور غیرت مند قوم کا فرد ہے۔ ایسی قوم کا جو اپنے ایک ایک فرد کو جانتی ہے اور اس کا دفاع کرنا بھی جانتی ہے۔ چنانچہ اس قیدی نے قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے رومی بادشاہ کی ہر بات کا کھرا کھرا جواب دیا اور گردن تان کر اپنا موقف بیان کیا۔ اس کی زبان سے ایسے الفاظ بھی بلا تکلف نکل گئے جو بظاہر قیصر روم کی بے ادبی سمجھے گئے۔ چنانچہ رومی جرنیل نے آگے بڑھ کر اس مسلمان کو ایک زوردار تھپڑ مارا۔ اس مسلمان کے منہ سے آہ نکلی اور اس کی زبان سے یہ دردبھرے الفاظ نکلے، اے معاویہؓ میرا اور آپ کا فیصلہ اللہ تعالی کرے گا۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم ضائع ہو رہے ہیں۔ تاریخ نے یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کے امیر سیدنا امیر معاویہ تک یہ الفاظ پہنچ گئے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں سے غافل تھے اور نہ ہی اپنے فرائض سے۔ چنانچہ انہوں نے بے بہا فدیہ بھجوایا اور اس قیدی کو رہا کروالیا۔ اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے مایہ ناز کمانڈر کو بلوا کر حکم دیا کہ مجھے وہ جرنیل یہاں دمشق میں چاہئے۔ جس نے اس مسلمان کے چہرے کی بے حرمتی کی تھی۔ چنانچہ ایک مربوط پلان بنایا گیا، خصوصی کشتی تیار کرائی گئی۔ یہ کمانڈر کئی بیش بہا تحائف لے کر قسطنطنیہ گئے اور آخر معاویہؓ کی تیار کردہ حکمت عملی کامیاب ہوئی اور وہ مسلمان سپاہ سالار اس رومی جرنیل کو باندھ کر حضرت معاویہؓ کے پاس لانے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ کو اس کھلے دربار میں اس مسلمان (سابق قیدی) کو حکم دیا کہ جس طرح اس جرنیل نے تھپڑ مارا تھا اسی طرح تم بھی اسے مارو اور یاد رکھو اسے زیادہ نہیں مارنا۔ تاریخ نے وہ لمحہ محفوظ کر لیا جس میں مسلمانوں کے امیر برحق نے ایک مسلمان چہرے کی حرمت، عزت اور مقام پوری دنیا کو دکھایا اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ چہرے کافروں کے ہاتھوں مارے جانے کے نہیں ہیں۔ رومی کے چہرے پر تھپڑ لگا، مسلمانوں کو سکون ملا، اسلامی غیرت اور عزت دنیا میں پھر عیاں ہو گئی۔ بعد میں سیدنا امیر معاویہؓ نے اس رومی جرنیل کو تحفے تحائف دے کر واپس بھجوایا اور رومی قیصر کے نام خط بھی دیا، جس میں یہ لکھا کہ اے روم کے فرمانروا، ہم لوگ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ تمہارے محل میں، تمہاری بغل میں بیٹھے ہوئے تمہارے طاقت ور جرنیل سے اپنے ایک مسلمان کا قصاص لیں۔ یہ خط رومی فرمانروا نے پڑھا اور خوف سے کانپنے لگا۔ یہ ہے ماضی کی ایک ادنی سی تصویر، ورنہ ماضی میں ایسی خوبصورت تصویریں ہر طرف بکھری پڑی ہیں، کس کس تصویر کو دیکھیں، غزوہ بدر میں ان ستر مشرکوں کی لاشیں، حضرت بلالؓ کے ہاتھوں امیہ بن خلف کی ہلاکت، سیدنا حضرت عثمانؓ کے خون کی خاطر چودہ سو دنیا کے مقدس ہاتھوں کی سیدالانبیاء کے ہاتھ پر موت کی بیعت، اور دنیا کے ان مقدس ہاتھوں پر اللہ تعالی کی ذات کا اپنا ہاتھ، ایک مسلمان قیدی عورت کی پکار پر اسی ہزار کا لشکر جرار، محمد بن قاسمؒ کے لشکر اور معتصم باللہ کی یلغار، یہ ماضی کی وہ ان گنت، ان مٹ تصویریں ہیں جنہیں آج کا شرمندہ حال دیکھ بھی نہیں سکتا، کیونکہ اب بات ایک تھپڑ کی نہیں بلکہ اب تو ڈاڑھیاں نوچی جارہی ہیں اور پاکیزہ چہروں کو آگ اور لوہے سے داغا جارہا ہے، ایک دو چہرے نہیں ہزاروں چہرے کشمیر میں، فلسطین میں، افغانستان میں، چیچن میں، شام میں، بحرین میں، سربیا میں، یورپ اور امریکہ میں۔ مگر کہاں گئے ان چہروں کے محافظ؟ کہاں ہیں حضرت سیدنا امیر معاویہؓ، معتصم باللہ، اور دوسرے غیرت مند حکام کے ماننے والے۔ کل ایک بیٹی کی بات تھی مگر آج ان گنت بیٹیاں صرف چادر سے نہیں، عصمت سے محروم ہو کر موت مانگ رہی ہیں وہ زمین سے فریاد کرتی ہیں کہ اے زمین تو پھٹ جا، کہ تیرے دامن میں ہمیں ذلت سے نجات ملے۔ ممکن ہے اس کی دردناک آواز سے زمین پھٹ جائے، مگر افسوس کہ آج کا مسلمان خواب غفلت میں ڈوبا ہوا ہے، گہری نیند میں ڈوبا ہوا ہے، دنیا کی عیش عشرت میں ڈوبا پڑا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیدیوں کو چھڑاو، حضرت سیدنا عمرؓ بن خطاب ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایک مسلمان قیدی کو مشرکوں سے آزاد کرانا پورے جزیرہ العرب سے زیادہ محبوب ہے (بحوالہ مشارع الاشواق)

جہنم سے نجات

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالی سے جنت کا سوال کرے اللہ رب العالمین اسے جنت عطا فرما دیتے ہیں، اور جو آدمی تین دفعہ دوزخ سے پناہ مانگے اللہ تعالی اسے دوزخ سے محفوظ رکھتے ہیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ (تین مرتبہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد)

CamScanner

چنانچہ آج ہزاروں جوانیاں جیل کی کال کوٹھریوں میں سسک رہی ہیں، ہزاروں جذبے مر رہے جا رہے ہیں، ایمانی جذبات آہستہ آہستہ دم توڑ رہے ہیں، ان قیدیوں کو چونکہ لاوارث سمجھا جا رہا ہے، اس لئے دنیا کا ہر ستم بلا دھڑک ان پر آزمایا جاتا ہے، تشدد کے نت نئے طریقے ان پر آزمائے جاتے ہیں، کالی داڑھیاں سفید ہو رہی ہیں، فولاد سے مضبوط حوصلے ہتھکڑی اور بیڑی کے زنگ کے نیچے سسک سسک کر دم توڑ رہے ہیں۔ جو سال بھر کے بچے اور بچیاں چھوڑ آئے تھے ان بچوں پر جوانی دستک دے رہی ہے، اور یہ دستک اپنے باپ کی کمر توڑ رہی ہے، جو کل تک خود بہنوں کا محافظ تھا، آج اس کی اپنی بہن کسی محافظ کی تلاش میں ہے۔ جیلوں، قید خانوں اور عقوبت خانوں میں ایمان کش جراثیم پھیلا کر ان فولاد جسم اسلام کے سپاہیوں کو تباہ کرنے کی کوششیں جاری ہیں، تا کہ یہ دنیا کے رہیں نہ آخرت کے، یہ قیدی آخر کون ہیں؟ یہ کس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ ان کا تعلق کس امت سے ہے؟ کیا مجھے اور آپ کو ان کو بھلا دینا چاہئے؟ وہ ماریں کھا رہے ہیں اور ہم آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

اے اسلام کے محافظو، تم راہ خدا کے مسافر، اللہ تعالیٰ کے مہمان اور راہ عشق کے معتکف ہو، تمہیں کیا ضرورت ہے انسانوں کی، اگر تمہیں کوئی تسلیم نہیں کرتا تو نہ کرے، تم تو اللہ کے مجاہد ہو، تمہارا نام تو آسمانوں پر، جنت کے محلات پر، اور حوروں کے دلوں پر لکھا ہوا ہے، تمہیں کیا ضرورت ہے حکومتی فائلوں میں تمہارا نام آئے، یہ جیل تو وہ بھٹیاں ہیں جہاں سے تم نے کندن بن کر نکلنا ہے، تم اپنے آپ کو حالات کے حوالے نہ کرو، اگر امام ابو حنیفہؒ کا جنازہ جیل سے اٹھ سکتا ہے تو تم اس سعادت کی تمنا کیوں نہیں رکھتے؟

جو لگتا ہے کوئی کنکر بدن پر دین کی خاطر تو دل کو وادی
طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

اے اللہ تعالیٰ کے پیارو! تم اپنے آپ کو لاوارث نہ سمجھو، اللہ تعالیٰ کی ذات تمہاری وارث ہے۔ آج تو صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف بیمار باپ بہتر علاج کی تمنا لئے سوچوں میں گم اور مگن ہے تو دوسری طرف بے ضمیر، غلام ذہن کے مالک، صرف لیس سر کا وظیفہ کرنے والے، مال و متاع کی لالچ، صرف دنیا کو ہی اپنی آخری منزل سمجھنے والے، بے ضمیر افسران ہاتھ میں گرفتاری کا پروانہ لے کر جیل کی کال کوٹھری میں ڈال دیتے ہیں، وہ مرد قلندر اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے، بیمار باپ کو سپرد خدا کہہ کر، اپنی آنکھ کو اپنے باپ کی حسرتوں بھری نگاہوں سے ہٹا کر، بڑی بے بسی کر ساتھ، لیکن سینہ تان کر، ہاتھ ہلا کر، ساتھیوں کو حوصلہ دے کر ساتھ چل دیا۔

یہ بات تو آج کی لیکن آو میں آپ کو مولانا اعظم طارق شہیدؒ کے دور میں لئے چلتا ہوں، مولانا اسٹیج پر تشریف فرما ہیں۔ کارکنان کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر پر جوش نعروں سے استقبال کر رہا ہے۔ مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد تقریر شروع کی ہے، تقریر کیا تھی ایک جوش تھا، ایک ولولہ تھا، ایک لاوا تھا، مولانا فرمانے لگے اے کشمیر کے شہداء تجھے سلام، اے افغانستان کے شہداء تجھے سلام، لیکن میری آہ بھی تو سنو، میری فریاد بھی تو سنو، ایک طرف کشمیر کا شہید، ایک طرف افغانستان کا شہید، اس کے جنازے میں شامل ہونے کو لوگ ایک سعادت سمجھتے ہیں، دوسری طرف میری جماعت کا شہید، تحریک تحفظ ناموس صحابہ کا شہید، جھنگوی شہیدؒ کے مشن کا شہید، جھنگوی شہیدؒ کے کاز کا شہید ہے جس کو گورنمنٹ فسادی کہتی ہے، دہشت گرد کہتی ہے، اس کے جنازے میں اس کا سگا بھائی شامل نہ ہو سکا کہ گورنمنٹ اسے بھی مارنا چاہتی ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا، اس سے بڑا ستم اور کیا ہوگا۔ اس کا جواب کس کے پاس ہے۔ آو مجھے مطمئن کرو اور اس کا جواب تلاش کرو۔۔۔؟

آج بھی سینکڑوں نوجوان اسی کلمہ حق کہنے کی پاداش میں پابند سلاسل ہیں، کئی پھانسی کے پھندوں پر جھول چکے ہیں اور کئی اسی انتظار میں ہیں۔ کئی ماؤں کی گود اجڑ چکی ہے، کئی بہنیں اپنے بھائی کی راہ تکتے تکتے بوڑھی ہو چکی ہیں، کئی بہنوں کے سہاگ اجڑ چکے ہیں۔

میں مبارک باد پیش کرتا ہوں ان عظیم المرتبہ لوگوں کو، ان کے بلند حوصلوں کو، انکی جراءت کو، کہ کوئی ایک بھی نہ ڈرا، نہ سہما، نہ جھکا، نہ بکا اور نہ ہی اپنے خیالات، احساسات، نظریات کو تبدیل کر سکا۔ ان پر الزامات لگائے گئے، ان کو باغی کہا گیا، ان کو دہشت گرد کے القابات سے نوازا گیا۔ لیکن قربان جاوں میں اپنے قائد، اپنے محبوب لیڈر امیر عزیمتؒ پر کہ سنی مسلمان کو جینا سکھا گیا۔ اکثر مولانا تقریر کے آخر میں فرمایا کرتے تھے کہ

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

تحریک ناموس رسالت ﷺ میں بھی ایک طبقہ جیل میں رہا، قربانیاں دیتا رہا تو دوسرا طبقہ ریل میں رہا، پر سکون زندگی بسر کرتا رہا، آج قربانیاں دینے والوں کا نام ہے اور حکومتی مراعات لینے والوں کو کوئی نہیں جانتا۔ آج بھی ایک طرف قربانیوں کی ایک طویل فہرست ہے تو دوسری طرف آرام و سکون ہے، لیکن اس بات کا فیصلہ کرنے کا مجھے کوئی اختیار نہیں کہ کون کیا اور کیوں کر رہا ہے، زمانہ بہترین استاد ہے وہ خود ہی بتائے گا کہ کون کیا کرتا رہا، قربانی دی یا قربانی لینے والوں کی اعانت کی۔

صبو اپنا اپنا ہے، جام اپنا اپنا
کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

فیصلہ ہم کل پر چھوڑتے ہیں، آنے والی نسل خود ہی منصف بنے گی۔۔۔؟

چراغ زندگی ہوگا فروزاں ہم نہیں ہوں گے
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں

آج بھی سینکڑوں نوجوان اسی کلمہ حق کہنے کی پاداش میں پابند سلاسل ہیں، کئی پھانسی کے پھندوں پر جھول چکے ہیں اور کئی اسی انتظار میں ہیں۔ کئی ماؤں کی گود اجڑ چکی ہے، کئی بہنیں اپنے بھائی کی راہ تکتے تکتے بوڑھی ہو چکی ہیں، کئی بہنوں کے سہاگ اجڑ چکے ہیں۔

عراق وشام کی ڈائری سے

ابو معاویہ رحیم یار خان

آج سے تقریباً 30 برس قبل جھنگ کی سرزمین پر ایک مرد قلندر علامہ حق نواز جھنگوی شہید نے اسلام کے سب سے بڑے دشمن فرقے شیعہ کے متعلق جو الفاظ کہے اور جو انکشاف کیے اس وقت بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کو سمجھ نہ آسکے آج بالخصوص اہلسنت مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا میں شیعہ کا ظلم وستم اور صحابہؓ واہلبیتؓ کی شان میں سر عام گستاخیاں روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہیں۔

عراق وشام میں شیعہ حکومتوں کے ظلم وستم سہنے کے بعد بالآخر اللہ پاک نے سنی مسلمانوں کو ایک منظم پلیٹ فارم (ISIS) دولت الاسلامیہ کے نام سے متحد فرمایا ہے۔ جس کے سربراہ محمد ابوبکر البغدادی سلفی حفظ اللہ ہیں۔ دولت الاسلامیہ نے عراق کے 40 فیصد اور شام کے 30 فیصد علاقوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد وہاں خلافت کا عملی نفاذ کر دیا ہے الحمد اللہ دولت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف اب عراق وشام کی شیعہ حکومتوں کے ساتھ عالم کفر کی دو بڑی طاقتوں امریکہ و روس اور ان کے خاموش حلیف ایران بھی سرعام اور اعلانیہ اکٹھے ہو کر سامنے آچکے ہیں۔ تصدیق شدہ خبروں کے مطابق عراق کی قریب الرگ شیعہ حکومت کی التجاؤں اور (ISIS) کے خلاف مدد کی درخواستوں کے جواب میں امریکی عسکری مشیروں (بلیک واٹر) کی بڑی تعداد بغداد پہنچ چکی ہے جن کا کام عراقی فوج کو کمان کرنا ہے۔

اس کے علاوہ یہ امریکن فوج اپنے ساتھ ڈرون طیارے بھی لائی ہے۔ جن کو دولت اسلامیہ کے ٹھکانوں پر بمباری اور خاموشی کے لیئے استعمال کرنا مقصود ہے۔

اطلاعات کے مطابق روس نے بھی اپنی جدید ٹیکنالوجی سے لیس (ایس ایم 30) طیارے عراقی حکومت کے حوالے کیے ہیں۔ شام کی شیعہ نصیری حکومت بھی دولت اسلامیہ کیخلاف عراق کی حدود میں داخل ہو کر یہود و نصاری کے دیئے جدید طیاروں سے بمباری کر رہی ہے۔

ایران کی پاسداران انقلاب تنظیم اور ان کا سپریم جنرل قاسم سلیمانی ایرانی فوجیوں کے ذریعے عراقی حکومت کا تعاون کر رہا ہے ان سب کے باوجود مبصرین عراق میں دولت اسلامیہ کے سنی مجاہدین کی کامیابیوں پر حیرت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ (BBC) والے بھی اس کا اظہار متعدد بار کر چکے ہیں۔ دنیا کی باطل قوتیں متحد ہو کر سنی مجاہدین کے خلاف عراق میں جمع ہو چکی ہیں۔ ایسے موقع پر میڈیا ہماری بالکل غلط رہنمائی کر رہا ہے۔ اور دولت اسلامیہ کو عراقی دہشتگرد اور یہود و نصاری کی سازش کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ اگر یہ ان کی سازش ہے تو آج وہ شیعہ کے ساتھ مل کر دولت اسلامیہ کے خلاف کیوں کاروائیاں کر رہے ہیں۔

یا اللہ مجاہدین کی مدد نصرت فرما اور عراق کو امریکہ، روس، ایران اور دیگر باطل قوتوں کا قبرستان بنادے (آمین)

> دنیا میں دو ہی ٹھکانے ہیں آزاد منش انسانوں کے یا تخت جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا
>
> 15 جولائی 2009ء شہادت اسیر ناموس صحابہؓ مجاہد اسلام بے باک نڈر لیڈر حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کراچی کی شہادت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

خواتین اسلام سے اسلام کے مطالبے

اپنی زیب وزینت کی چیزوں کا مردوں پر اظہار نہ ہونے دیں۔

اپنے زیورات کی آواز تک غیر محرموں کے کان تک نہ جانے دیں۔

خوشبو، عطر وغیرہ لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں۔

مردوں سے گفتگو کرتے وقت لب ولہجہ اور آواز میں نزاکت پیدا نہ کریں۔

راہ چلتے یا مردوں سے باتیں کرتے وقت اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔

ایسے راستے سے نہ گزریں جہاں مردوں کی ریل پیل ہو بلکہ کنارے سے ہو کر گزریں۔

گھر سے باہر نکلتے وقت اپنی چال ڈھال میں حیاء کو مقدم رکھیں۔

کسی غیر عورت کی صفت اپنے خاوند کے سامنے بیان نہ کریں۔

کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں خواہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو۔

اپنی عفت کی حفاظت کریں۔

CamScanner

گوشۂ قفس کی یادیں سلسلہ وار

14 اگست کا دن وطن عزیز میں جشن آزادی کے طور پر منایا جاتا ہے ہر طرف پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کی بہار ہوتی ہے کیا بچے، کیا بوڑھے، کیا مرد اور کیا عورتیں سبھی فرط و مسرت کے جذبات سے لبریز خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ وطن عزیز کا قومی ترانہ "پاک سرزمین شاد باد، کشور حسین شاد باد" فضاؤں میں گونجتا ہے تو اک سماں بندھ جاتا ہے اور ہر محب وطن پاکستانی قومی ترانے کے احترام میں مؤدب کھڑا نظر آتا ہے۔ ہماری قید کے دوران 14 اگست کا دن تو ہر سال ہی آتا تھا مگر سال 2003 میں جب 14 اگست کی آمد آمد تھی تو بندہ نہ چیز امیر محترم ملک محمد اسحاق صاحب کے ساتھ سیکورٹی وارڈ نمبر 3 ملتان میں بند تھا کہ اچانک 13 اگست 2003 کی شام نماز مغرب کے بعد راقم کی چکی کا دروازہ کھلا اور ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی قیادت میں ملازمین کا جتھہ پوری چوکسی اور مکمل ہوشیاری کے ساتھ راقم کی چکی میں داخل ہوا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے ہمراہ جیل کا چیف وارڈر، ہیڈ وارڈر، ملازمان، 4/5 مشقتی اور 7/8 بید مار (جیل انتظامیہ اپنے لاڈلے قیدیوں کو عام قیدیوں پر تشدد کروانے کے لیے بطور بید مار بھرتی کرتی ہے) بھی تھے۔ اسسٹنٹ نے ذرا تلخی سے کہا کہ شاہ جی تیاری کرو۔ راقم کے استفسار پر کہ کہاں جانا ہے تو اسسٹنٹ صاحب نے سیکورٹی وارڈ نمبر 2 میں چلنے کا کہا۔ یہ خبر ہمارے لیے قیامت سے کم نہ تھی۔ لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی ضرورت کا سامان ہمراہ لیا اور حفظ ماتقدم کے طور پر مقدمات کا ریکارڈ امیر محترم کے پاس رکھ دیا۔ سیکورٹی وارڈ نمبر 3 سے قیدی کا قافلہ تیز قدموں سے سیکورٹی وارڈ نمبر 2 کی طرف چلا تو راستے میں عارضی ڈیوٹی پر آئے ہوئے ڈپٹی سپرنٹنڈٹ کو اپنے دفتر میں تیزی سے دستخط کرتے ہوئے دیکھا۔ ہیڈ وارڈرز کا ہجوم انکے اردگرد تھا۔ فائلیں ہاتھ میں تھامے دستخط کرانے کے لیے اپنی باری کے منتظر تھے۔ چند قدم آگے اٹھے تو سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل میں اپنے

دفتر میں اپنی کہنیوں کو میز پر ٹکائے اپنے سر کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے یوں بیٹھا تھا جیسے کوئی شخص اپنی قیمتی متاع لٹ جانے کے بعد سر پکڑ کر بیٹھا ہو۔ جی ہاں! وہ سر پکڑ کر کیوں نہ بیٹھتا وہ ظلم کا ایک سیاہ باب رقم کرنے جا رہا تھا اور اندر سے اسکا ضمیر اس کو ملامت کر رہا تھا اور یہی اس کی پریشانی کا باعث تھا بہر حال مظلوم قیدی کے دل سے ٹھنڈی آہیں نکلیں کہ آخر فتح حق کی ہوگی۔ ظلم و جبر مات کھائے گا۔ سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے دو قدم آگے اٹھے تو بائیں طرف واقع جیل کے لنگر خانہ سے تندوروں سے دہکتی ہوئی آگ نے اپنا رنگ دکھایا تو اللہ سے پناہ مانگی کہ خدایا اس آگ کی گرمی ناقابل برداشت ہے تو نار جہنم کیسی غضب ناک ہوگی۔ ہم سب کو جہنم کی آگ سے بچانا۔ آمین

اس قافلے کے تیزی سے اٹھتے ہوئے قدم سیکورٹی وارڈ نمبر 2 کے گیٹ پر رکے اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ نے وارڈ نمبر 2 کے اندر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اندر جانے کے بعد جیل کے چیف نے پُر جلال لہجہ میں کہا کہ چکی نمبر 2 کھولو۔ بلا تاخیر چکی نمبر 2 کھول دی گئی۔ راقم کا مختصر سامان چکی کے اندر رکھ دیا گیا اور بید مار قیدی کسی اشارے کے منتظر راقم کے اردگرد کھڑے ہوگئے۔ اسی اثناء میں اسسٹنٹ صاحب نے نرم آواز مگر حاکمانہ لہجہ میں کہا کہ تا حکم ثانی آپ کے پاس قیدی وردی کے علاوہ کوئی پرائیوٹ کپڑا نہیں ہونا چاہیے۔ جس پر راقم نے کہا کہ یہ بات آپ وارڈ نمبر 3 میں بتا دیتے تاکہ میں پرائیوٹ کپڑے بھی وہیں رکھ آتا۔ بہر حال راقم کے پہنے ہوئے کپڑے بھی اتروا لیے گئے اور قیدی وردی پہنا دی گئی۔ تمام پرائیوٹ کپڑے حتیٰ کہ رومال اور تولیہ تک بھی بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔ پھر اسسٹنٹ موصوف نے دوسرے لہجہ میں دوسرا فرمان جاری کیا کہ آپ صرف ضرورت کا سامان رکھ لیں بقیہ سامان بھی ہمارے حوالہ کر دیں۔ جس پر راقم نے تلخی میں جواب دیا کہ اب سامان رہ ہی کیا گیا ہے۔ اگر اب بھی آپ کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا ہے تو آپ سامان پر کھڑے ہو جائیں اور جو کچھ آپ ضبط کرنا چاہیں کر لیں۔ جس پر ایک واٹر کولر، دو قیدی سوٹ، ایک قیدی چادر، دوائی، بستر کی چادر، صابن، تیل، دستر خوان کے علاوہ سب کچھ اپنے قبضہ میں لیکر ساتھ والی چکی میں رکھوا دیا۔ یہ

مرحلہ مکمل ہونے کے بعد تیسرا حکم جاری کیا کہ تا حکم ثانی آپ کی چکی میں کوئی چیز سامنے پڑی ہوئی نظر نہ آئے۔ اسی اثناء میں چیف کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے وائرلیس سیٹ پر پیغام آیا کہ جہانگیر (یہ سپرنٹنڈنٹ کا کوڈ نام ہے) بلا رہے ہیں۔ چیف نے چکی سے باہر نکل کر وائرلیس پر سب اچھے کی رپورٹ دی اور پھر واپس آگیا۔ چکی میں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اسسٹنٹ صاحب نے حکم فرمایا کہ چکی کے اندر ایک مٹکا پڑا ہے۔ یہ پانی کا بھر کے رکھ لو یہ کہہ کر چکی سے باہر نکلے، تالا لگایا ڈیوٹی پر موجود ملازمان کو خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے بلا جواز قصوری بند کر کے چلے گئے۔ رات گزری صبح 14 اگست یوم آزادی کا سورج طلوع ہوا قوم جشن آزادی منا رہی تھی اور ہم اپنے سینوں میں حب اصحاب رسولؐ کی شمع جلائے ہوئے غلامان صحابہؓ حاکمان وقت کے ہاتھوں امتحان میں مبتلا تھے۔ ظلمتوں کا شکار ہونے کے باوجود نہ تو کوئی طاقت ہمارے دلوں سے اصحاب محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت چھین سکی ہے اور نہ ہی وطن عزیز کی دھرتی کے ذرے ذرے کا تحفظ کرنے اور اس سے وفا نبھانے کا جذبہ ہم سے چھین سکی ہے ہم ان مصائب کی وادیوں سے گزرتے ہوئے کل بھی یہ کہتے تھے کہ صحابہؓ زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد اور آج بھی ہم نے اپنا شیر دل قائد ملک محمد اسحاق کی قیادت میں عملی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ دفاع صحابہؓ زندہ باد پاکستان پائندہ باد

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سیکورٹی وارڈ نمبر 2 تقریبا زائد از ایک کنال رقبہ پر مشتمل ہے جس میں چار چکیاں اوپر اور چار چکیاں نیچے ہیں۔ چکی میں طہارت کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے۔ یعنی کہ لیٹرین تین فٹ مربع جگہ پر ہے۔ پردہ کے لیے دیوار اڑھائی فٹ اونچی ہے اور فلش مکمل طور پر ٹوٹا ہوا تھا جس کو سیمنٹ سے مرمت کیا ہوا تھا اور تقاضہ کرتے ہوئے خاصی وقت کا سامنا تھا۔ ناپاک قطروں سے بچنا انتہائی مشکل تھا۔ کپڑے دھونے کی جگہ تو در کنار غسل کرنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ حتیٰ کہ وضو کرنے کے لیے بھی فلش کے اوپر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ پانی کے لیے ڈونکی پمپ لگا ہوا تھا پہلے پانچ منٹ شور مچانا پڑتا پھر جا کر کہیں ڈونکی پمپ چلتا تھا وہ بھی مخصوص وقت کے لیے۔ راقم کو چکی کے اندر جو پنکھا لگا کر دیا تھا وہ بھی ایک نرالی چیز تھی۔ جب وہ چلتا تھا متعدد قسم کی آوازیں نکالتا تھا۔ اور اس صورتحال کے ساتھ ہی ملازمان جیل کا رویہ بھی یکسر تبدیل ہو گیا تھا بات کرنا تو در کنار سلام کا جواب تک نہ دیتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیکورٹی وارڈ نمبر 3 اور بارک نمبر 14,15 کا ماحول بھی اپنی جگہ پر سخت متاثر تھا۔ کرفیو کا سماں تھا جیل انتظامیہ نے ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا کہ ابھی کوئی قیامت ٹوٹنے والی تھی۔ جیل انتظامیہ نے باقی تقریبا ساٹھ ساتھیوں کو راقم کی صورتحال سے لاعلم رکھا ہوا تھا۔ اور راقم کو دوسرے ساتھیوں کے متعلق کچھ علم نہ تھا جو کہ کافی پریشان کن صورتحال تھی۔

قارئین کرام! راقم کے اس وارڈ میں منتقل ہونے کے بعد جیل انتظامیہ نے غیر معمولی تبدیلیاں کیں مثلا راقم کی چکی کے سامنے واقع جیل ہسپتال کی بالائی منزل کے مریض قیدی نیچے والے وارڈ میں منتقل کر دیے گئے۔ تا کہ کوئی قیدی راقم کو نہ دیکھ سکے اور راقم بھی کسی قیدی کو نہ دیکھ سکے۔ لنگر خانے والی طرف کی دیوار کو چھ فٹ تک مزید اونچا کر دیا گیا۔ اسی طرح عقبی دیواروں پر بھی سپیشل انتظام کیے گئے ان انتظامات کے بعد سیکورٹی وارڈ نمبر 2 اور جیل سے باہر کے لوگ ان تبدیلیوں کو دیکھ کر تجسس کا اظہار کرتے تھے کہ یہ جیل کی بارک ہے یا کوئی قلعہ ہے۔ وارڈ کے اندر سیکورٹی کیمرے نصب کیے گئے۔ اور ایک انوکھی چیز کا اضافہ ایک نوٹس بورڈ آویزاں کر دیا گیا۔ جس پر سپرنٹنڈنٹ کا حکم درج تھا کہ قیدی کی چکی کا تالا سپرنٹنڈنٹ کے حکم کے بغیر نہیں کھولا جائے اور اس حکم پر سختی سے عمل کیا گیا حتیٰ کہ بعض اوقات مقدمات کی سماعت کے لیے فاضل جج اندرون جیل عدالت میں تشریف فرما ہوتے اور انہیں دیر تک قیدی کی آمد کا انتظار کرنا پڑتا آخر جیل کے بادشاہ کا حکم سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ سیکورٹی وارڈ نمبر 2 کی اسیری کے دوران عید کا دن بھی آیا جو عید الفطر سیکورٹی وارڈ نمبر 2 میں سخت قید تنہائی میں گزری ویسے تو قبل ازیں سال 2009 میں گوجرانوالہ جیل میں بھی قید تنہائی میں عید الفطر گزر چکی تھی مگر گوجرانوالہ جیل اور ملتان جیل کی قید تنہائی میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ راقم کے وارڈ میں سارا دن سناٹا رہا اجڑے ہوئے دیار میں انتہائی خاموشی کے ساتھ عید الفطر کا آنا اور گزر جانا بھی امتحان تھا ملک محمد اسحاق صاحب نے جیل حکام سے کہا کہ ہمیں اس پُر مسرت اور مبارک دن کے موقع پر اکٹھا کر دیا جائے مگر ملتان جیل کے افسران تو ضد پر اُترے ہوئے تھے چلو خیر-------

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

راقم کی مذکورہ عید الفطر کی ڈائری کے سینے پر آج یہ الفاظ نقش ہیں کہ اے اللہ! مجھے مشن پر استقامت نصیب فرما۔ (آمین) میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری یہ

آج امیر محترم ملک محمد اسحاق صاحب نے کمال شفقت بھرے انداز میں ایک حوصلہ افزاء تحریر بھیجی۔ اور بارک نمبر 14/15 سے بھی چند ساتھیوں نے تحریریں بجھوائیں۔ عید کا دن گزرا۔ اگلے روز پھر راقم کے وارڈ میں سناٹا رہا۔ امیر محترم نے دوبارہ حوصلہ افزائی کے لئے چند دردناک کلمات لکھ بھیجے۔ جنہیں پڑھ کر ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دل خون کے آنسو رونے لگا

معو بتیں جماعت محمد رسول اللہ کیلئے ڈھال بن جائے تو ہمارے لئے اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔ دشمنان صحابہؓ کے منہ میں لگام آجائے۔ تبرا کرنے والی زبان رک جائے ہماری نجات کے لیئے کافی ہوگا۔ ایک طرف راقم کی عید کا دن آج قید تنہائی میں گزرا جبکہ دوسری طرف اسی جیل میں میرے ہمسفر (59) ساتھیوں نے اکٹھے عید منائی انہیں ڈیڑھ گھنٹے کے لیئے کھولا بھی گیا عید کی خوشیوں میں ایک دوسرے کو شریک کیا اور یوں قید کا غم غلط ہوا۔ راقم کے لئے عید کا دن کیا آیا کہ پہلے جو مشقتی صفائی وغیرہ کے لئے آیا کرتا تھا صفائی کے لئے وارڈ میں اسکا چلنا پھرنا (اگر چہ اسے راقم سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی) رونق کا باعث تھا مگر اب تو وہ بھی نہ آیا۔ ہر طرف سناٹا تھا اور ہُو کا عالم ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب عید ملنے کی لئے آئے پھر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب عید ملنے کے لیئے آئے ڈپٹی موصوف کے انگ انگ سے عید کی خوشیاں مچل رہی تھی۔ متکبرانہ انداز میں سگریٹ کے کش لگا رہے تھے۔ اور از راہ مذاق کہتا کہ عید آتی ہے ہر زخم لہو روتا ہے۔

جس پر راقم نے کہا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے نشیب و فراز تحریکی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں۔ راقم کا جواب سن کر ڈپٹی صاحب چل دیتے ہیں۔

آج امیر محترم ملک محمد اسحاق صاحب نے کمال شفقت بھرے انداز میں ایک حوصلہ افزا تحریر بھیجی۔ اور بارک نمبر 14/15 سے بھی چند ساتھیوں نے تحریریں بجوائیں۔ عید کا دن گزرا۔ اگلے روز پھر راقم کے وارڈ میں سناٹا رہا۔ امیر محترم نے دوبارہ حوصلہ افزائی کے لئے چند دردناک کلمات لکھ بھیجے۔ جنہیں پڑھ کر ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دل خون کے آنسو رونے لگا۔ مگر چند ہی لمحے بعد اس خیال کے ساتھ دل کو اطمینان ہوا کہ ہمارا مقصد بہت عظیم ہے۔ ہمارا مشن بہت مقدس ہے مقاصد کے حصول اور مشن کی تکمیل کے لئے دکھوں اور مصائب کی وادیوں سے گزرنا پڑتا ہے اللہ پاک ہم سے امتحان نہ لے بس عافیت والہ معاملہ فرمائے۔ آمین

عید کے موقعہ پر ایک ساتھی نے عید مبارک کے ساتھ مٹھائی کا ڈبہ بھیجا۔ جس پر راقم نے مختصر تحریر کے ساتھ گلہ کیا کہ آپ نے مٹھائی کا ڈبہ تو بھیج دیا لیکن چند الفاظ نہ لکھ سکے گویا کہ کنجوسی کا مظاہرہ کیا جس پر اسکا دلچسپ جواب آیا جو قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

بخدمت اقدس قبلہ شاہ صاحب زید فضلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ امید ہے بلکہ یقین ہے کہ آپکا مزاج اقدس الحمد اللہ شگفتہ وتروتازہ بلکہ مہک رہے ہونگے کیونکہ آپکی آج کی تحریر آپکے مزاج کی تروتازگی کی صاف چغلی لگا رہی تھی مگر کچھ کچھ بلکہ بہت کچھ تنہائی کے درد وغم کا فسانہ بھی بیان کر رہی تھی آج ہی کے رونق زنداں (یہ یاد رہے کہ جیل انتظامیہ ہمیں اخبار نہیں دیتی تھی تو اسیر ساتھیوں نے اندر ہی ایک روزنامہ اخبار رونق زنداں کے نام سے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ جو مختلف ساتھیوں کے مضامین، دلچسپ تحریریں، لطائف، اشعار اور انٹرویو کی اشاعت پر مشتمل ہوتا تھا) میں بردارم یوسف سیفی صاحب نے اپنے مضمون (ہم نعتوں سے محروم کیوں ہیں) میں آپکا کچھ تذکرہ کیا جس سے دل پر ایک چوٹ سی لگی سیفی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہم جو بھائی ایک ہی بارک میں مقید ہیں ہماری چکیاں بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے ہم ایک دوسرے سے گپ شپ بھی کر لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو چیزیں بھی پکڑا لیتے ہیں۔ صبح اکٹھی ٹہلائی بھی لگا لیتے ہیں وغیرہ۔ یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی اہمیت اور قدر پوچھنی ہو تو قبلہ شاہ جی سے پوچھو۔ جو سیکیورٹی وارڈ نمبر 2 کی بلند وبالا دیواروں میں تن تنہا قید ہیں نہ کوئی دائیں ساتھی ہے نہ بائیں۔ ایک ہُو کا عالم ہے ہر طرف سناٹا ہے اور ڈستی ہوئی تنہائی ہے وغیرہ وغیرہ۔ سیفی صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ اللہ پاک آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ آپ ہی کا دل گردہ ہے، ورنہ ہمارے جیسا کمزور و ناتواں اب تک دم دے چکا ہوتا۔ آپ کا گلہ سو فیصد درست ہے، کئی مرتبہ کوشش کرتا ہوں کہ شاہ جی کی دلجوئی کیلئے کچھ لکھوں۔ پھر یہ سوچ کر نہیں لکھتا کہ کہیں دلجوئی کی بجائے دلسوزی نہ ہو جائے۔ شاہ جی کو یہ احساس دلانے کا کیا فائدہ کہ آپ تنہا ہیں آپکو ٹہلائی بھی نہیں ملتی اور آپکو گپ شپ والا بھی کوئی نہیں ملتا کیونکہ گوجرانوالہ جیل میں میں نے تنہائی کی ستم ظریفی کے مزے لوٹے ہیں۔ اللہ پاک کسی کو تنہائی کی آزمائش نہ دے، تو بہ سو بار توبہ۔ بہر حال دو دن قبل ہم نے رونق زنداں میں آپ کے انٹرویو کا اعلان کر دیا ہے۔ کچھ دنوں تک آپ کے پاس ساتھیوں کے چٹ پٹے سنجیدہ، مزاحیہ اور ہر قسم کے سوالات پہنچ جائیں گے۔ جس سے آپ کی طبعیت اے ون ہو جائے گی۔ اور آپ کی دشمن تنہائی بھی سر پر خاک ڈال کر دفع دور ہو جائے گی۔ امید ہے کہ قومی اخبارات کی سہولت بھی مل جائے گی اور آئندہ ہم بھی آپ کو کچھ لکھتے رہیں گے۔ ماقبل کی غفلت سے سو بار معذرت امید ہے معاف کر دیں گے۔ کیونکہ سنا ہے کہ سید دل کے بہت بڑے ہوتے ہیں۔

رونق زنداں کے بہت سے شمارے بھی آپ کی خدمت میں پیش کریں گے نہایت ادب سے اجازت آپکا ایک اسیر بھائی۔

لیجیے قارئین گزشتہ شمارہ ماہ جون کے شمارہ میں کچھ تحریر نہ کر سکا تھا جس پر بہت سے قارئین نے رابطہ کر کے اس تحریری سلسلے کو ضرور شامل اشاعت کرنے پر اصرار کیا۔ لہذا چند ٹوٹے پھوٹے جملے تحریر کر دیے ہیں آئندہ حیات باقی ملاقات باقی۔ اس دعا کے ساتھ کہ مسلمانان پاکستان کی آنکھیں ملک محمد اسحاق کی راہ تک رہی ہیں۔ الٰہی تو جلد اپنے جود و کرم اور فضل والا معاملہ فرماتے ہوئے ملک محمد اسحاق صاحب و دیگر اسیران ناموس صحابہ کو رہائی عطا فرما۔ رمضان شریف کی مبارک ساعتوں میں جملہ قارئین سے دعاؤں کی دردمندانہ اپیل ہے۔

CamScanner

دشمن کا سر

محمد سفیان فاروقی رحیم یارخان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان فوجیں اہل کفر سے برسرپیکار تھیں اور ہر روز کہیں نہ کہیں سے مسلمان سپہ سالار جیت کی خوشخبری بھجواتا تھا ایک مرتبہ ایک سالار نے آپ کی خدمت میں اپنے دشمن سالار کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجا' آپ دشمن کا سر دیکھ کر بڑے ناخوش ہوئے تو ایلچی نے کہا کہ ہمارے ملک کا یہی قانون تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم روم و فارس کے مقلد نہیں' اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کر دیا کہ صرف ہمیں فتح کی خبر بھیجا کریں کسی دشمن کا سر کاٹ کر اس کی بے حرمتی نہ کیا کریں۔ کیونکہ ہمارا مذہب ہمیں اس طرح کے کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

بوڑھی اماں

مدینہ کے ایک کونے میں ایک بوڑھی اماں کا گھر تھا، وہ نابینا تھی حضرت عمرؓ روزانہ اس بوڑھی اماں کی خدمت کرنے کے لئے جاتے کہ چلو اس اماں کا کچھ نہ کچھ کام کر کے آ جاؤں، مگر جونہی اس کے گھر میں جاتے تو آگے گھر کا صحن صاف ملتا، گھڑا تازہ پانی سے بھرا ہوتا، بوڑھی اماں نے کھانا کھایا ہوتا اور دوپہر کا کھانا اس کے پاس موجود ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو روزانہ واپس جانا پڑتا آخر ایک دن حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے سوچا کہ دیکھتا ہوں کون اس اماں کا کام کرتا ہے۔ جب کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کہیں چھپ کر کھڑے ہو گئے تو کیا دیکھتے ہیں ایک آدمی صبح سویرے آیا اس نے تمام گھر میں جھاڑو دی اماں کے گھڑے کو صاف کیا اور اس میں تازہ پانی بھر کر لائے اور اس اماں کے لئے کھانا تیار کیا اور واپس چل دیئے' حضرت عمر فاروق اعظمؓ اس انسان کو پہچان نہ سکے وہ آگے آئے تا کہ اس فرشتہ سیرت انسان کو پہچان سکے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے یہ تو امیر المومنین خلیفہ اول جانشین پیغمبرؐ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں جو اس وقت خلیفہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں اس کے علاوہ بہت سی بیواؤں کی خدمت، اور ناداروں کے کام کرنے میں اپنی بڑائی محسوس کرتے ہیں۔

چڑیا کی خواہش

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہیں سے گزر رہے تھے کہ ایک چڑیا نظر آئی، وہ چڑیا بڑی خوشی سے چہچہا رہی تھی، کبھی ایک ٹہنی پر جاتی کبھی دوسری ٹہنی پر جاتی اور چڑیا کو خوش دیکھ کر آپؓ نے فرمایا کہ میں بھی ایک چڑیا ہوتا اور بلا روک ٹوک ادھر اُدھر جاتا نغمہ سرائی کرتا اور مجھ پر کسی قسم کی ذمہ داریاں نہ ہوتیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس خواہش سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی جتنے بڑے عہدے پر ہوگا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اتنے بڑے انداز میں ہی اس سے حساب و کتاب کرے گا۔

طلحہ عثمان ٹریولز اینڈ ٹورز

پرائیویٹ لمیٹڈ

عمرہ حج سروسز

وأتموا الحج والعمرة لله

Hajj Umrah

ضلع بہاولنگر کی پہلی IATA ایجنسی

DTS No.3868

دنیا کی تمام ایئر لائینز کی ٹکٹیں صرف ایک فون کال پر دستیاب ہیں

تھری سٹار، فور سٹار، پیکیجز دستیاب ہیں

چیف ایگزیکٹو ظہور احمد 0333-6315599

ہیڈ آفس: 94 جیل روڈ نزد ڈسٹی چوک بہاولنگر

Fax:0632277006 Tel:0632277005

مارکیٹنگ منیجر: حافظ محمد عثمان

0300-7922350

کیا کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہے؟

ساجد جھنگوی

کیا کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہے؟

ایک دفعہ ایک ٹرک ڈرائیور نے کھانا کھانے کے لئے ایک ہوٹل کے قریب اپنا ٹرک کھڑا کیا تا کہ کھانا کھایا جائے ٹرک کھڑا کیا نیچے اُترا۔ٹرک ڈرائیور کی ایک عادت ہے جہاں ٹرک کھڑا کیا اُس کے ٹائروں میں ہوا چیک کرتے ہیں کے کسی ٹائر میں ہوا کم نہ ہو اُس ڈرائیور نے ٹرک ہاتھ سے چیک کیا اور پھر جا کر ہوٹل میں کھانا کھایا واقعہ ایسے ہوا کہ ڈرائیور کھانا کھا تے ہی مر گیا۔حالانکہ اِس ہوٹل سے اور لوگوں نے بھی کھانا کھایا تھا۔لیکن اُنہیں کچھ بھی نہیں ہوا۔کافی سوچ بچار اور کھوج کے بعد معلوم ہوا کہ مرحوم نے ٹرک کے ٹائروں کو چیک کرنے کے لئے ٹائروں کو ہاتھ لگایا تھا وہاں ٹائروں کے ساتھ ایک زہریلا سانپ کچلا ہوا تھا اُس کی تازہ زہر ٹائر پر لگی ہوئی تھی اور وہی زہر ہاتھ پر لگ گئی اور ڈرائیور نے ہاتھ نہیں دھوئے تھے ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے زہر کھانے میں شامل ہو گیا اور اِس کی موت کا سبب بن گیا۔اِس لئے ضروری ہے کے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو صاف پانی اور صابن سے دھو لیا کریں جس سے ہر قسم کے جراثیموں سے ہاتھ صاف ستھرے ہو جائیں۔

کھانے سے پہلے کلی کرنا:۔

انسان کو چاہیے کہ ہاتھ کو دھوتا ہے اِس طرح ہاتھ دھونے کے بعد کلی بھی کر لی جائے کیونکہ سارا دن ہوا اور سانس کے ذریعے گرد و غبار اور جراثیم جو چیز بھی ہم کھائیں گے اب اگر ہم نوالہ نگلیں گے تو یہ بھی نگل جا ئیں گے جو کہ بیماری کا باعث بنیں گے۔

دایاں ہاتھ کا استعمال:۔

تم سلامت رہو ، اے میرے ساتھیو

تم سلامت رہو اے میرے ساتھیو، حق کے رستے میں پاؤں بڑھاتے چلو

گر مصائب اٹھانے پڑیں آپ کو، یہ صحابہ کا پرچم لہراتے چلو

آپ کے آگے باطل کی دیوار ہو، گو رقیب تمہارا ستمگار ہو

کر دو مسمار باطل کی دیوار کو، نعرے توحید کے تم لگاتے چلو

خانہ کعبہ کو ابراہ گرانے گیا، تھا مٹانا تا مٹا تا وہ خود مٹ گیا

تم ابابیل امیر عزیمت" کے ہو، میکدے ظالموں کے گراتے چلو

تم نہ گھبراؤ باطل سے مٹ جائے گا، حق سے الجھا اگر تو یہ پٹ جائے گا

سرنگوں ہو نہ پرچم صحابہ کا یہ، اس کو اونچا اونچا اڑاتے چلو

حق کے رستے میں گر ہم کو موت آئے گی، کیا ہوا عاقبت تو سنور جائے گی

ہے وصیت بخاری" و لاہوری" کی، یہ راستہ حق کا سب کو دیکھاتے چلو

اللہ اللہ بزرگوں کا کیا شان تھا، بیڑیاں مالٹا کا زندان تھا

سر جھکا یا فرنگی کو ہر گز نہ تھا، تم بھی ایسے ہی جو ہر دیکھاتے چلو

حق پرستو دیوانے کی یہ ہے صدا، پاؤں آگے رکھو دے گا ہمت خدا

بول بالا ہو قرآن کا ملک میں، جان جائے تو وہ بھی لٹاتے چلو

خاکپائے اسلاف رشید احمد دیوانہ منشی اُتار ٹرمنچن آباد

CamScanner

دائیں ہاتھ سے غیر مرئی شعائیں نکلتی ہیں جو کہ مثبت شعائیں ہوتی ہیں اس طرح بائیں ہاتھ سے بھی شعائیں نکلتی ہیں جو کہ منفی شعائیں ہوتی ہیں جو مثبت شعائیں ہیں اُن میں شفاء ہے جو منفی شعائیں ہیں وہ مرض ہے اس لئے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے میں شفاء ہے۔ کیونکہ بایاں ہاتھ استنجاء کے لئے استعمال ہوتا ہے اس میں کسی بھی وقت جراثیم رہ جاتا ہے جو کہ بیماری کا باعث ہے۔

کھانے میں پھونک نہ مارنا:۔

نبی پاک ﷺ نے کھانے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہ ماریں چونکہ اِنسان آکسیجن لیتا ہے یعنی جب سانس لیتا ہے تو آکسیجن اندر جاتی ہے جب سانس باہر نکلتا ہے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ باہر نکلتی ہے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اندر بے شمار جراثیم ہوتے ہیں جو کہ پھونک مارے گا تو اس پھونک کے ذریعے جراثیم کھانے میں شامل ہو جائیں گے اور یہی جراثیم صحت کے لئے مضر ہیں ٹی بی کے مریض کی پھونک تمام صحت مندوں کے لئے مضر صحت ہے۔

کھانا کھانے کے بعد اُنگلیوں کا چاٹنا:۔

اِنسان جب کھانا کھاتا ہے تو کھانا کھانے کے بعد سنت طریقہ ہے کہ اپنی اُنگلیوں کو چاٹ لینا چاہئے لیکن آج کے اِس ترقی کے دور میں اُنگلیاں چاٹنا معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ اِس طرح کرنا سنت بھی ہے اور شفاء بھی ہے۔ جدید ریسرچ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جب انسان اپنے ہاتھ کھانا کھاتا ہے یا جب کھانا کھانے کا خیال کرتا ہے تو غدد اونخامیہ سے فوراً اعصابی اثرات سے رطوبت ہاضم انگلیوں کے ذریعے نکلنی شروع ہو جاتی ہے جب انسان کھانا کھاتا ہے تو تو یہ رطوبت کھانے میں شامل ہو جاتی ہے اور کھانے کو جلد ہضم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور یہ ہاضم رطوبت کا اثر نشاستہ دار کاربوہائیڈریٹس پر پڑتا ہے مزید اس رطوبت کا اثر لبلبہ پڑتا ہے جس سے شوگر کے مریضوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے اُس سے جسم میں انسولین کی کمی واقع نہیں ہوتی جوں جوں کھانے کا مزہ آتا ہے بھوک بڑھتی جاتی ہے یہ رطوبت بھی اس طرح زیادہ نکلتی ہے اس کے علاوہ انگلیوں کو چاٹنے سے آنکھوں دماغ اور معدہ پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

اسلامی شریعت کے عین مطابق

زم زم جیولرز

صرافہ بازار بہاولنگر

نوٹ: مشورے کے لئے ضرور تشریف لائیں

نہ ہی پالش۔۔۔۔۔۔نہ ہی واپسی پر کاٹ

عرفان مجید
0333-8190890

ذیشان مجید
0321-6850049

میرا سفر تلاش راہ حق

سلسلہ وار

رسول اللہ ﷺ کا سلام اور تین سو رافضیوں کا قبول اسلام

سندھ کے ایک بزرگ حاجی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں دیار رسول ﷺ میں مدینہ طیبہ میں محو خواب تھا کہ رسول ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وطن واپس جاکر میرے مولوی عبدالشکور دین پوری کی تقریر بھی کروانا اور اس کو میری طرف سے سلام بھی کہنا۔

حاجی صاحب جب حج سے فارغ ہوئے اور وطن واپس آئے تو سیدھا خان پور حضرت عبدالشکور دین پوری صاحب کے پاس آئے اور ان کو خواب سنایا اور حضرت کو سلام پہنچایا اور فرمایا کہ آپ تقریر کرنے کے لئے چلیں تو حضرت نے وہاں جاکر تقریر کی اور اس پر تاثیر تقریر کو سن کر تین سو رافضیوں نے اسلام قبول کرلیا۔

ادارہ نے ایک نیا سلسلہ "میرا سفر تلاش راہ حق" کے عنوان سے شروع کیا ہے۔ جس میں ان لوگوں کے واقعات ہیں جنہوں نے راہ حق کو تلاش کیا اور ایک طویل جدوجہد کے بعد دنیا کے سب سے گندے مذہب سے جان چھڑا کر ایک سچے اور حق مذہب پر چل رہے ہیں۔

آج سے (جب صاحب مضمون کی عمر چالیس سال تھی) چوبیس پچیس سال قبل جبکہ تقریباً پندرہ سولہ برس کا تھا اور اپنے ضلع کے اسکول میں پرانے نصاب کے موافق تیسرے درجے میں تعلیم حاصل کررہا تھا کہ رب مقلب القلوب نے شیعہ مسلک سے متنفر کرکے حلقہ بگوشان صحابہؓ میں داخل فرمایا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ۔

نعوذ باللہ عمر کشی کی رسم

مذہبی غلو کے اہتمام کا یہ عالم تھا کہ ہمارے ننھیال کا جس کا خاص تعلق کھجوہ ضلع سارن سے ہے نعوذ باللہ عمر کشی کی رسم ہوتی تھی اس میں بشوق تمام حصہ لیتا تھا حتیٰ کہ اس کے رنگ رلیوں نے ہمیں یہاں تک آمادہ کیا کہ ایک سال جدہ ماجدہ سے میں نے عرض کی کہ جو رسم ہمارے ننھیال ہوتی ہے اسکو آپ اپنے یہاں بھی قائم کریں مگر جدہ مرحومہ نے ہماری عرض کو منظور نہیں فرمایا اور یہ کہہ کر ہماری آرزوں کو خاک میں ملا دیا کہ...... "تمہارے دادا نے کبھی اس رسم کو اپنے ہاں ادا نہیں کیا تمہارے دفتر کے تمام اعمال سنی المشرب ہیں اور نوکر چاکر بھی اسی مسلک والے ہیں۔ اور یہ سب تمہارے بزرگوں کے وقت سے یوں ہی کرتے چلے آرہے ہیں ان کی خاطر شکنی کسی طرح مناسب نہیں" اس فہمائش سے مجھے قلق ہوا اور اپنی شکاوت قلبی کی بھڑاس وقت یوں پورا کیا کہ اپنے ہاتھوں کاغذ پر ایک تصویر بنائی اس کو بیت الخلاء میں لے گیا اور پھر قرار دے کر کہ یہ مخبر صادق ﷺ کے خلیفہ اقدس جناب سیدنا عمر فاروقؓ کی ہے اور اس پر پیشاب، پاخانہ کردیا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

سن رشد کو پہنچا تو پکا شیعہ تھا۔

ہم دو بہن بھائی تھے جو بحالت یتیمی اپنی جدہ ماجدہ والدہ مرحومہ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے، چونکہ الحاج مولوی مبارک حسین جد موحوم ضلع کے مشہور رئیس اور وکیل تھے اور آپ کی حیات ہی میں ہمارے والد ماجد جناب الحاج مولوی سید نجم الحسن صاحب مرحوم رحلت فرما چکے تھے اور ہم دونوں بہن بھائی کا سن دو تین سال سے زائد نہ تھا۔ اس لئے جائیداد کا انتظام کلکٹر ضلع محکمہ کورٹ آف وارڈس کے در آیا اور ہم لوگ بولایت جدہ امجدہ و والدہ مرحومہ کے تربیت پانے لگے اور جناب دادی صاحبہ و جملہ بزرگان خاندان نے خاص توجہ اس امر پر رکھی کہ سنی المشرب اتالیق کا مذہبی اثر ہم پر نہ پڑنے پائے۔ چنانچہ جب میں سن رشد کو پہنچا تو پکا شیعہ تھا اور خاص عقیدت والہانہ کے ساتھ محرم الحرام کی رسم عزاداری اور اس کی تمام بدعات میں حصہ لیتا جو ہمارے یہاں بڑے اہتمام سے انجام دی جاتی تھیں۔

دل نے کبھی گوارہ نہ کیا

منجملہ دیگر مذہبی تعلیمات کے ہم کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ لعنت کی عبادت ادا کرتے وقت اس امر کا ضرور خیال رکھنا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے ہم نام حضرت علیؓ کی اولاد بھی ہیں، ایسا نہ ہو کہ ان پر بھی نادانستگی میں سب وشتم جاری ہو جائیں مگر ہمارے قلب کی اس وقت عجیب حالت ہوگئی جب ہمیں یہ تلقین بھی کی جانے لگی کہ نماز پنجگانہ کے بعد مصلی اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک ایک تسبیح لعنت کی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے نام سے نہ پڑھ لیں باوجود اپنی مذہبی شدت کے مجھ سے شیعہ مسلک کی عبادت سرانجام نہ پاسکی، نمازوں کے بعد تسبیح اٹھاتا اور پھر رکھ دیتا، دل نے کبھی گوارا نہ کیا کہ اس کو گالیاں دوں جس کا ماں ہونا قرآن کریم نے صریح طور پر واضح کردیا ہے۔ (جاری ہے)

مگر ہمارے قلب کی اس وقت عجیب حالت ہوگئی جب ہمیں یہ تلقین بھی کی جانے لگی کہ نماز پنجگانہ کے بعد مصلیٰ اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک ایک تسبیح لعنت کی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے نام سے نہ پڑھ لیں باوجود اپنی مذہبی شدت کے مجھ سے شیعہ مسلک کی عبادت سرانجام نہ پاسکی، نمازوں کے بعد تسبیح اٹھاتا اور پھر رکھ دیتا، دل نے کبھی بھی گوارا نہ کیا کہ اس کو گالیاں دوں جس کا ماں ہونا قرآن کریم نے صریح طور پر واضح کردیا ہے۔

CamScanner

ماں کا حیدر، فاتح خیبر

مولانا ریاض جھنگوی

رمضان المبارک کی پُرکیف بہاروں میں جہاں فرزندانِ اسلام کو روزہ، تراویح، اعتکاف وذکرِ الٰہی کی طرف سبقت نصیب ہوتی ہے وہاں رمضان میں اُترنے والے قرآن کے حافظوں، محافظوں اور ناشروں کی یاد اور ان کی محبت کے تذکروں سے بھی دل معمور ہوتا ہے یہ مبارک مہینہ جہاں اپنے دامن میں ملت اسلامیہ کے واسطے رحمت، مغفرت عذاب الٰہی سے آزادی اور فلاح وسعادت کی سوغات کرتا ہے وہاں اپنے ماضی میں بدر کی عظیم الشان فتح کوفہ کی جامع مسجد میں جام شہادت نوش فرمانے والے اپنی اماں کے حیدر اور اُمّ المومنین سیدہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دارِ فانی سے رحلت جیسے واقعات کی یاد بھی ساتھ لاتا ہے بے شک محبوبوں کے فراق و جدائی کو گزرے ایام مہینوں یا سالوں پر نہیں بلکہ صدیوں پر محیط ہیں مگر سینہ تاریخ پر نقش اسلام کے تابندہ ستارے ماں بیٹا ایسے مظلوم ہیں کہ عداوت اسلام کے شرارے مسلسل ان پر دو نفوس قدسیہ کو دکھاتے وستاتے گئے ہیں بس عداوت اسلام کے خانہ خراب میں جس قدر ان نفوس قدسیہ پر زبان عداوت دراز ہوئی ہے۔اس سے بے حد وحساب زیادہ فرزندان اسلام کے قلوب و اذہان ان کی محبت سے شاداب و سیراب ہوئے ہیں لہٰذا رمضان المبارک کی بارانِ رحمت میں فرزندانِ اسلام اپنے محسنوں اور اسلام کے ان تابندہ ستاروں کو فراموش نہیں کر پاتے بلکہ اپنے اپنے دائرہ کار میں عقیدت کے پھول اور اظہار محبت کے تذکروں سے سرشار ہوتے ہیں۔جن مبارک ہستیوں کو رب ذوالجلال نے عظمتوں کی مالا میں پرویا ان میں کائنات کی وہ عظیم المرتبت ہستی ہی ہے جن کو پیدا ہونے کے بعد ان کی ماں نے حیدر کے نام سے یاد کیا دراصل آپ کے نانا کا نام ہی حیدر تھا جب آپ پیدا ہوئے تو ماں نے محبت و پیار اور اپنے والد گرامی سے اپنے حقیقی تعلق کا اظہار یُوں کیا کہ اپنے پیدا ہونے والے فرزند کا نام ہی حیدر رکھ دیا فاطمہؓ نے تو صرف حیدر ہی کا نام دیا تھا مگر ابو طالب کا علیؓ اپنی خداداد جرأت، شجاعت،

پا مردی اور بہادری میں اتنا آگے بڑھے کہ تاریخ کو صرف حیدر کے نام سے تعارف کی ہمت نہ رہی بلکہ حیدر کرارؓ کے نام سے ان کا تذکرہ کیا جانے لگا جی ہاں! وہی حیدر کرارؓ جو خیبر کے میدان میں کھڑے آباءِ سباء (ابنِ سباء کے اباء واجداد) یُوں مخاطب تھے میری ماں نے میرا نام حیدرؓ رکھا ہے، رجز پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ اپنے مدِ مقابل خیبر کے جھارا پہلوان اور اپنے وقت ناقابلِ شکست بہادر مرحب کے سر پر ایسا وار کیا جس سے مرحب کو مٹی کا ڈھیر کر دیا حیدری ضرب کاری تھی ایسی کہ آلِ یہود کے جگر پھٹ گئے، چہروں پر سیاہی چھاگئی، صف ماتم برپا ہوگئی ہائے وائے کی کریہہ صداؤں سے خیبر گونج اٹھا اب ایک طرف حیدری ضرب کاری تھی، حیدری نوکِ پا پر خیبر کا قلعہ بُھوسے کے تنکے کی طرح فضا میں اُڑتا پھر رہا تھا حیدری کی صدائے حق سے فضائے خیبر مسحور تھی اور دوسری جانبؑ ''اجدادِ سباء'' سوزِ مرثیہ کی مخمل میں سازش کے جال بچھا رہے تھے۔

پھر وقت کی تیز رفتاری نے آگے کا سفر کچھ یُوں طے کیا کہ حیدر کرارؓ کی حرب وضرب، علم وحکمت اور فراست و لیاقت نے اجدادِ سباء کے لیے زمین کو شکیڑ دیا شمعِ اسلام کے پروانے عَلَمِ اسلام کو لیکر آگے بڑھے روم ہو یا فارس بالآخر بے نام ونشان ہو گئے تب پھر مکر وفریب اور دھوکہ بازی کے ہتھیاروں سے لیس مسلح سبائی قوت نے بھیس ہمیشہ بدلا، تا کہ وہ فتحِ خیبر کا بدلہ لے سکے اور حیدرؓ کے مرحب پر کیے وار کا اُدھار چکا دے فریب کاری کا زہر اثر انداز ہوا پہلے حیدر کرارؓ سے ان کی قرار گاہ چھینی یہاں تک کہ انہیں مدینہ منورہ سے باہر اپنے مطلب کے میدان میں کھینچ لایا پھر دیارِ حبیبؐ سے بے وطن کر کے ایسا دُکھایا، ستایا اور غضب ناک کیا کہ حیدری پاک زبان بار بار کہنے لگی او! غدارو! مکارو! خدا تم پر لعنت کرے متعدد خطبات میں ان ملعونوں کا تذکرہ کیا پھر جب سازشی کھیت سرسبز ہوئے اور پھل پک گئے تب 17 رمضان المبارک سن 40 ہجری نمازِ صبح کے وقت وہی ابنِ ملجم ملعون بھاڑ کی طرح لپکا

صدقہ کے فوائد

صدقہ جب انسان اپنے ہاتھ سے نکالتا ہے تو صدقہ اس وقت پانچ کلمے کہتا ہے۔

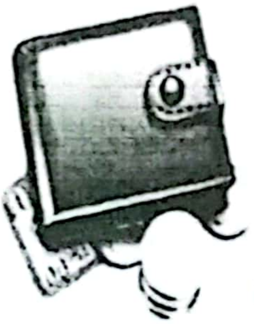

1 میں حقیر تھا تو نے مجھے عظیم بنالیا

2 میں فانی مال تھا تو نے مجھے بقا دے دی

3 میں تیرا دشمن تھا۔ اب تو نے مجھے دوست بنالیا

4 پہلے میں تیرے ہاتھ میں تھا اب میں خدا کے ہاتھ میں ہوں

5 آج سے پہلے تو میری حفاظت کرتا تھا اب میں تیری حفاظت کرونگا

جی ہاں! وہی حیدر کرارؓ جو خیبر کے میدان میں کھڑے آباءِ سباء (ابنِ سباء کے اباء واجداد) یوں مخاطب تھے میری ماں نے میرا
حیدرؓ رکھا ہے، رجز پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ اپنے مدِّ مقابل خیبر کے جھارا پہلوان اور اپنے وقت نا قابلِ شکست بہادر
مرحب کے سر پر ایسا وار کیا جس سے مرحب کو مٹی کا ڈھیر کر دیا حیدری ضرب کاری تھی ایسی کہ آلِ یہود کے جگر پھٹ گئے، چہروں
پر سیاہی چھا گئی، صفِ ماتم برپا ہو گئی ہائے وائے کی کریہہ صداؤں سے خیبر گونج اٹھا اب ایک طرف حیدری ضرب کاری تھی

جس نے کبھی حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اپنی محبت کے سبز باغ دکھائے تھے اپنے کو حضرت علی المرتضیٰؓ کا شیعہ کہتا تھا بعد میں مزید ترقی کر گیا یہ بدبخت اپنی ماں کے حیدر پر زہر آلود خنجر سے حملہ آور ہوا جس سے آپ سخت مجروح ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر جام شہادت نوش فرما گئے مگر عداوتِ اسلام کی آتشِ انتقام پھر بھی بھڑکتی رہتی فتح خیبر کا بدلہ لینے والوں نے مکر و فریب، دھوکہ اور تقیہ سب کچھ صرف اسی لیے ایجاد کیا کہ وہ حیدر کے حیدری شیروں سے بدلہ لیتے رہیں چنانچہ حیدر کے شیر اگر حضرت حسنؓ کی صورت میں آئے تو یہ اپنے تمام تر آلاتِ حرب دھوکہ، مکر و فریب اور تقیہ وغیرہ کے ساتھ میدان میں کود ا، اِن پر کفر تک کے فتوے لگائے ان کو زخمی کیا پھر حیدر کا شیر حضرت حسینؓ ہوں یا ابوبکر بن علیؓ، عمر بن حسنؓ، عثمان بن حسنؓ وغیرہ یہ سب کفرستان کی فریب کاری میں جام شہادت لبوں سے لگاتے گئے الغرض کوفہ کی جامع مسجد میں 17 رمضان المبارک سن 40 ہجری کو جام شہادت نوش کرنے والے حیدر کرارؓ کے علی شیر حیدریؒ تک ایک طویل صف ہے ایسے پاک باز اور نیک طینت حضرات کی جو حیدر کی طرح حق پر نوازے جاتے رہے خواہ وہ حیدر ہوں یا حیدریؒ۔ حق نوازی اِن کی حیات کا خوشنما پھول اور وصفِ امتیاز رہا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں سازشوں کے ہزاروں جال دھوکہ بازی اور فریب کاری کے بندھنوں میں جکڑے کھڑے ہیں جو دیکھنا چاہے وہ کم از کم چودہ صدیوں پہلے کے رمضان المبارک کی 17 تاریخ قبل از نماز فجر بمقام مرکزی جامع مسجد کوفہ کے منظر نامہ کو ملاحظہ فرمالے۔ حیدری یلغار و شعار اور حق پر نواز ا جانا خوب معلوم ہو جائے گا۔

میرا مرشد ملک اسحاق صاحب

صحابہؓ کے تقدس پر میں فدا ہوں میں فدا ہوں
صحابہؓ کے تحفظ کو سر میدان کھڑا ہوں میں
مجھے معلوم ہے اس راہ میں کانٹے ہیں، مصائب ہیں
مگر ان پرخطر راہوں سے ڈر کر کب رکا ہوں میں
اے حاکم مت ڈرا مجھ کو سلاخوں اور بیڑی سے
ان جیسے ہتھکنڈوں سے کب نا آشنا ہوں میں
جسے بغض ہو اصحاب محمدؐ وہ کافر ہے
ہر اک محفل میں نعرہ لگاتا برملا ہوں میں

امیر المجاہدین ملک اسحاق صاحب کی نظر بندی کیخلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں

منجانب: اہلسنت والجماعت پاکستان

ایک نایاب اشاعت

مولانا منظور احمد نعمانیؒ

کا 15 ویں صدی کا تجدیدی کارنامہ

ایک ہزار 1000 علماء اکرام

(پاکستان، انڈیا، بنگلادیش، یو اے ای، برطانیہ)

سمیت دارالعلوم دیوبند انڈیا کا متفقہ فیصلہ

اب انگریزی زبان میں چھپ کر مارکیٹ میں آچکا ہے

آج ہی بک کروائیں

قیمت: 250 روپے

ادارہ **نفاذ خلافت راشدہ** پر دستیاب ہے

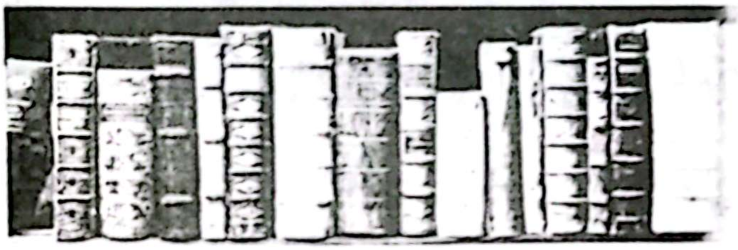

مکتبہ مدینہ

قرآنِ حکیم، تفسیر، احادیث، اور درسِ نظامی کی کتب کا سستا ترین مرکز اس کے علاوہ الکوحل سے پاک جدید عطر، تسبیح اور ہر قسم کی نمازی ٹوپی، جائے نماز، رمال، برقعہ، دستانے، موزے اور خواتین کی چادریں، عورتوں کیلئے احرام ہیٹ، سکارف، حج و عمرہ کا سامان بارعایت دستیاب ہے

خان بابا روڈ بہاولنگر

موبائل نمبر 0332.7028069,0306.5325645

آپ کا عشر، صدقہ، فطرانہ اور زکوٰۃ

ان کے لئے جن کی جوانیاں اور خون صحابہؓ

کی ناموس کیلئے

زیر سرپرستی

امیر المجاہدین

ملک محمد اسحاق صاحب

اپنا عشر، صدقہ، فطرانہ اور زکوٰۃ اپنے علاقائی

ذمہ داروں سے رابطہ کر کے جمع کرائیں

منجانب: **اہلسنت والجماعت پاکستان** 068-5876648

سنی موٹرز

ہمارا نام ہی ہماری پہچان ہے

ہمارے ہاں نئی اور پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے

راؤ حبیب الرحمٰن 0313-112200	ملک اشفاق جج 0312-996330

ملتان روڈ بورے والا ضلع وہاڑی

CamScanner

الحافظ برادرز ٹریکٹر ہاوس

نئے اور پرانے ٹریکٹروں کی خرید وفروخت کا با اعتماد نام

مینوفیکچررز روٹاویٹر، ویٹ تھریشر

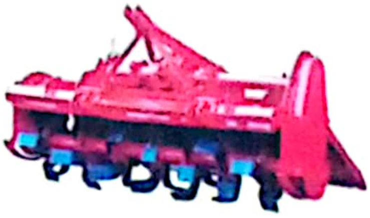

الحافظ برادرز زرعی انڈسٹریز

حافظ محمود الحسن طارق مغل
0301-2252318

حافظ عبید اللہ انور مغل
0322-7052318

شوروم
ضیاء شہید روڈ ہارون آباد

063-2251882
063-2252318

ہم اپنے قائدین کرام اور دنیا بھر میں اصحابؓ رسولؐ
کے تمام سپاہیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

عید مبارک
پیش کرتے ہیں

منجانب ادارہ نفاذ خلافت راشدہ پاکستان

CamScanner